بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْعَالِمِينَ

بیشک اس میں نشانیاں ہیں جاننے والوں کے لیے

افتتاحیہ

جہانِ امامِ ربانی مجدد الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

امام ربانی فاؤنڈیشن، کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ (روم ۲۲)

بیشک اس میں نشانیاں ہیں جاننے والوں کے لیے،

افتتاحیہ

جہانِ امامِ ربّانی مجدّد الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

امامِ ربّانی فاؤنڈیشن کراچی
اسلامی جمہوریہ پاکستان
۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۵ء

(جملہ حقوق طباعت بحق ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب............ افتتاحیہ جہان امام ربانی
تحریر............ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
تقدیم............ مولانا جاوید اقبال مظہری
نظر ثانی............ محمد عالم مختار حق
اقبال احمد اختر القادری
تعداد............ بارہ سو
اشاعت............ اول
طباعت............ ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء
طابع............ جاوید اقبال مظہری
مطبع............ برکت پریس، کراچی
ناشر............ امام ربانی فاؤنڈیشن، کراچی
ھدیہ............

ملنے کے پتے

- ☆ امام ربانی فاؤنڈیشن......۱۰۱ معدن، پلاٹ نمبر ۲۳، اسٹیڈیم لین نمبر ۲، خیابان شمشیر، ڈیفنس فیز ۵، کراچی فون ۰۲۱-۵۸۴۰۹۹۳
- ☆ ادارۂ مسعودیہ......۴/۲-۵ ای، ناظم آباد، کراچی۔ فون ۰۲۱-۶۶۱۲۴۲۷
- ☆ ضیاء الاسلام پبلی کیشنز......ضیاء منزل (شوکین مینشن) محمد بن قاسم روڈ آف ایم اے جناح روڈ، کراچی فون ۰۲۱-۲۲۳۹۶۷۳
- ☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز......۱۴-انفال سینٹر، اردو بازار، کراچی۔ فون ۰۲۱-۲۶۳۰۴۱۱
- ☆ مکتبہ غوثیہ ہول سیل......پرانی سبزی منڈی، یونیورسٹی روڈ نزد پولیس چوکی محلہ فرقان آباد، کراچی۔ فون ۰۲۱-۴۹۲۶۱۱۰
- ☆ القادر پبلی کیشنز......۲۵-جاپان مینشن، ریگل صدر، کراچی فون ۰۲۱-۷۲۱۰۱۵۰
- ☆ فرید بک اسٹال......۳۸-اردو بازار، لاہور۔ فون ۰۴۲-۷۳۱۲۸۹۹
- ☆ مکتبہ جامعہ نقشبندیہ بستان العلوم......کنڈیالہ (مجاہد آباد)، براستہ گجرات، آزاد کشمیر، اسلامی جمہوریہ پاکستان

بسم الله الرحمن الرحیم
نحمدهٗ و نصلی علی رسوله الکریم

منقبت

در مدح امام ربانی مجدد الف ثانی رضی الله تعالیٰ عنه

استاد خلیل الله خلیلیؒ

(۲رصفرالمظفر ۱۴۰۵ھ/ اکتوبر ۱۹۸۴ء، افغانستان)

بفرمائش حضرت بدرالمشائخ فضل الرحمٰن مجددی، درعروس البلاد لاہور

بپاے خامه بود نذر بوسه ارزانی   که برزمین سخن می کند گل افشانی
گل ارادت و اخلاص گسترد نبرمین   بسالگرد بلند آسمان روحانی
سپہر مرتبه ذاتی که الف ثانی را   مجدد است و خودش را زمانه لاثانی
بخانقاه طریقت چراغ اہل شہود   بسجده گاه شریعت امام ربانی
کسے که برروے خسروان گرفته بعجز   بجا اے قبضه خنجر عصائے دربانی
کسے که صاحب اکلیل و زینت اورنگ   بخر مانده بخاکش زعجز پیشانی
کسے که کشتی اسلام درشب دیجور   نجات یافت به بینش ز بحر طوفانی
درآن زمانه که می گشت فتنه ہا برپا   ز ہر طرف بسرا پردهٔ مسلمانی
یکے بروے حقیقت حجاب می افگند   زنقش باطل اسطوره ہاے یونانی
یکے زمعبد تاریک برہمن می جست   چراغ راه گمگشتگان انسانی
یکے برآنکه شود باز آدمی بت گر   زخاک بتکده می خواست نور یزدانی

یکے بر آنکہ کند دعویٔ خدائی گاؤ   دوبارہ دیو زند نوبت سلیمانی
ز لال چشمۂ توحید بود آلودہ   برنگ ہائے فریبائے شدم شیطانی
بناگہان ز گریبان فیض بر زد سر   فروغ بارقۂ آفتاب رحمانی
دمید نور الٰہی ز سینۂ خاور   عیاں شد از دل سرہند فیض فارانی
نجات داد بہ توفیق دستیائی حق   بنائے خانقہ عشق را ز ویرانی
زاہل ریب دریا پاک کرد منبر را   کہ باریا نزد دعویٔ مسلمانی
ندا مکند کہ حق آشکار باید گفت   ز آفتاب نیا بد فروغ پنہانی
بہ پیش دیدۂ صوفی نہاد مشعل نور   کہ راہ بنی بہتر بود ز رہبانی
ز پرتو خلف الصدق عمر فاروق   دوبارہ گشت شبستان ہند نوارنی
روانداشت کہ گیرد بمسند بلقیس   مقام بانوے اسلام را مہارانی
ز تخت شاہ فراتر نہاد منبر حق   بپائے فقر نگوں کرد تاج سلطانی
نگر بجامۂ گوہر فشاں گل بیزش   کہ فیض بار بود ہمچو ابر نیسانی
چکیدۂ قلمش را مگوے مکتوبات   کہ حرف حرفش باشد کتاب گردانی
اگر نہ مصر معانیست از چہ روبنی   بہ نکتہ نکتہ آن شاہدان کنعانی
زآسمان خیالش ستارہ می بارو   زہے فقیر کہ دارد ستارہ افشانی
ببارگاہ مہین خواجہ رو کہ دریابی   بہ بوریائے کہن افتخار خاقانی
ز ذرہ ذرۂ خاکش بگوش جان آید   ہنوز نغمہ جاں آفرین قرانی
ز دور باش ادب در حریم آن درگاہ   بگوشت آید سبحانہٗ و نہ سبحانی
در ان ریاض بداغ ادب بود نازان   بفیض تربیتش لالہ ہائے نعمانی
ہمیشہ تا شب تارے بہ گیست علم   ہمیشہ خاصہ روز است تا درخشانی
بدہر باد سرافراز رایت اسلام   ز حادثات خدایش کند نگہبانی

(بشکریہ، مخدوم پیر فضل الرحمٰن آغا مجددی، کراچی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

تقدیم

مولانا جاوید اقبال مظہری

(بی۔ اے، ایل ایل بی)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ جب کسی بندے کو اپنا محبوب بنانا چاہتا ہے اور اس کو جلیل القدر اور عظیم دینی خدمات کے لئے منتخب کرنا چاہتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام کو بلا کر فرماتا ہے ''مجھ کو فلاں بندے سے محبت ہے تم اس سے محبت کرو'' چنانچہ جبریل کو اس سے محبت ہوتی ہے اور پھر وہ آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ ''اللہ کو فلاں سے محبت ہے تم سب اس سے محبت کرو'' چنانچہ آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں پھر زمین میں اس کے لئے مقبولیت رکھ دی جاتی ہے......یعنی زمین پر رہنے والوں کے دلوں میں اس کی محبت پیدا ہو جاتی ہے، خود دل اُس کی طرف مائل ہوتے ہیں (مقدمہ القول الجلی فی ذکر آثار الولی، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۱ء از شاہ ابوالحسن زید فاروقی علیہ الرحمہ، بحوالہ مشکوٰۃ شریف)

انہیں مقربین اور محبوبین میں ابن مفتی اعظم مجددِ عصر حضرت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ کی ذاتِ گرامی ہے کہ جنہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ابتداء ہی سے دین ومسلک کی خدمت میں مصروف کر دیا جو پچاس سال (یعنی ۱۹۵۶ء) سے جاری ہیں۔

حضرت قبلہ مسعود ملت اس وقت بحیثیت محقق ساری دنیا میں معروف ومشہور ہیں۔ بین الاقوامی شہرت یافتہ فضلاء ومحققین نے اُن کی علمی تحقیقات کو سراہا ہے......جن میں مصر کے پروفیسر ڈاکٹر حسین مجیب مصری مرحوم، ہندوستان کے پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین آرزو اور پاکستان کے پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان قابل ذکر ہیں، ویسے پوری دنیا کے بے شمار علماء وفضلاء اور ادباء نے علمی تحقیقات کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

اب تک آپ کے حالات اور علمی خدمات پر دس کتابیں شائع ہو چکی ہیں، دو تین کتابیں اور شائع ہونے والی ہیں، ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد نے عربی میں، ڈاکٹر عدنان خورشید مسعودی اور منیر حسین مسعودی

(برمنگھم) نے انگریزی میں اور علامہ محمد ادریس ڈاہری نے سندھی میں آپ کی زندگی پر مقالات لکھے ہیں...... سب سے اہم ڈاکٹر اعجاز انجم لطیفی کی کتاب ہے جوانہوں نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری کیلئے بہار یونیورسٹی (بھارت) میں پیش کر کے ڈگری حاصل کی۔ یہ ضخیم کتاب ۲۰۰۲ء میں کراچی سے شائع ہو چکی ہے۔ حضرت قبلہ مسعود ملت کے آثار علمیہ (جن میں مصنفات و مولفات و تراجم، مضامین و مقالات، تقدیمات و تبصرے وغیرہ سب ہی کچھ شامل ہیں) ایک ہزار سے تجاوز کر چکے ہیں...... ان کے علاوہ کئی ہزار مکتوبات و پیغامات بھی ہیں جو زیر طبع ہیں۔

حضرت قبلہ مسعود ملت نے گزشتہ نصف صدی سے اب تک بہت سے موضوعات پر لکھا ہے...... ان میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت ممتاز ہیں...... اول الذکر پر تقریباً ۱۰ سال کام کیا اور مؤخر الذکر پر تقریباً ۳۰ سال کام کیا...... آج کل حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تحقیق کی نگرانی فرمارہے ہیں اور امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تو پہلے ہی سے عالمی سطح پر محققین کی سرپرستی فرمارہے ہیں......

راقم الحروف نے ۲۰۰۲ء میں امام ربانی فاؤنڈیشن (انٹرنیشنل) قائم کی۔ اس کے قیام سے چند ماہ پہلے راقم نے خواب دیکھا کہ حضرت قبلہ مسعود ملت کے ہمراہ سفر پر ہے، دوران سفر حضرت قبلہ مسعود ملت نے فرمایا کہ...... ''ہم حضرت مجدد الف ثانی کے روضہ کی زیارت کے لئے سرہند شریف جارہے ہیں'' ایک مقام پر پہنچ کر حضرت مسعود ملت نے فرمایا کہ...... ''یہ حضرت مجدد الف ثانی کی قبر شریف ہے''...... راقم نے اس مبارک زمین کی زیارت کی جو بقعۂ نور تھی، راقم نے اس مبارک زمین کو اپنی آنکھوں سے لگایا اور بوسہ دیا...... اس دوران حضرت مسعود ملت نظروں سے اوجھل ہوگئے لیکن ان کی آواز مسلسل آتی رہی اور وہ سرہند شریف کے مبارک مقامات کی نشاندہی فرماتے رہے...... اس خواب کی احقر کے قلب میں یہ تعبیر آئی کہ عنقریب حضرت قبلہ مسعود ملت اور احقر کی سرہند شریف حاضری ہوگی۔ اس مبارک خواب کے چند دنوں کے بعد احقر حضرت مسعود ملت کی زیارت کے لئے دولت کدہ پر حاضر ہونے جارہا تھا اور اس مبارک خواب کا اثر قلب پر تھا کہ اچانک تائید ایزدی سے یہ خیال قلب میں آیا کہ ''امام ربانی فاؤنڈیشن'' قائم کی جائے جو بین الاقوامی سطح پر حضرت مجدد الف ثانی پر تحقیقی کام کرے حضرت قبلہ مسعود ملت کے دل میں پہلے ہی یہ خیال آچکا تھا اور وہ اس مبارک کام کا آغاز کر چکے تھے چنانچہ احقر نے بعد دست بوسی اپنے اس خیال کا

اظہار کیا، حضرت قبلہ مسعود ملت نے انتہائی مسرت کا اظہار فرمایا اور امام ربانی فاؤنڈیشن کے قیام کی منظوری دے دی۔ علاوہ ازیں احقر کے خواب کی تعبیر ۲۰۰۲ء میں اس وقت جلوہ گر ہوئی کہ جب اپریل ۲۰۰۲ء میں حضرت قبلہ مسعود ملت سرہند شریف میں حضرت مجدد الف ثانی کے روضہ مبارک کی زیارت سے مشرف ہوئے اور اسی سال اکتوبر ۲۰۰۲ء میں راقم الحروف حضرت قبلہ مسعود ملت کے طفیل سرہند شریف حاضر ہوا اور حضرت مجدد الف ثانی کی قبر شریف کی زیارت سے مشرف ہوا۔

حضرت قبلہ مسعود ملت ''امام ربانی فاؤنڈیشن'' کے سرپرست اعلیٰ ہیں...... آپ ہی کی سرپرستی میں ۲۰۰۲ء سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مطبوعہ و غیر مطبوعہ تحقیقی مقالات کا ایک مجموعہ بعنوان ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی'' مرتب کیا جا رہا تھا...... جس کی چھ جلدیں اس وقت تیار ہو چکی ہیں...... پیش نظر افتتاحیہ حضرت قبلہ مسعود ملت نے اسی پر لکھا ہے...... ابتداء میں یہ افتتاحیہ مختصر تھا کیوں کہ امید یہ تھی کہ ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی'' ایک دو جلدوں پر مشتمل ہوگی لیکن بعد میں معلومات کی فراوانی کے ساتھ ساتھ اس میں اضافہ ہوتا گیا اور افتتاحیہ میں بھی اضافہ ہوتا رہا اس طرح یہ افتتاحیہ ۲۰۰۲ء سے ۲۰۰۳ء تک لکھا جاتا رہا...... بالعموم مواد پہلے فراہم کیا جاتا ہے اور مقالہ بعد میں لکھا جاتا ہے مگر یہاں اللہ کے فضل و کرم سے مواد برابر ملتا رہا اور اضافہ ہوتا رہا یہاں تک کہ یہ افتتاحیہ ایک تحقیقی مقالہ بن گیا...... بعض احباب کی خواہش تھی کہ اس معلوماتی اور تحقیقی افتتاحیہ کو کتابی صورت میں الگ شائع کیا جائے۔ چنانچہ احباب کی خواہش کے احترام میں اور افادۂ عام کے لئے یہ الگ بھی شائع کیا جا رہا ہے......

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پر تحقیق کے دوران دن بہ دن معلومات میں اضافہ ہو رہا ہے یہ حقیقت بعض علماء کے علم میں نہیں، علامہ ابن عابدین شامی، شیخ عبدالغنی نابلسی، علامہ محمود آلوسی، علامہ محمد عابد سندھی، علامہ زاہد الکوثری رحمہم اللہ تعالیٰ نقشبندی مجددی تھے...... صاحبزادہ محمد سہیل مجددی نے ایک کتاب ''شرح العقیدۃ الطحاویہ'' (مطبوعہ ۱۹۹۶ء بیروت) عنایت فرمائی جو امام قاضی علی ابن علی ابن محمد بن محمد بن ابی عز الدمشقی (م ۷۹۲ھ) کی تصنیف ہے...... اس پر ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن ترکی وغیرہ نے تخریج و تحقیق کی ہے...... کتاب کی تخریج و تدوین کی غرض و غایت تو کچھ اور ہی معلوم ہوتی ہے مگر محشی نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہایت احترام سے ذکر کیا ہے...... جس کا عکس شامل کیا

جارہا ہے...... حضرت مخدومی پیر فضل الرحمٰن آغا مدظلہ العالی نے افغانستان کے مشہور فاضل، ادیب وشاعر استاد خلیل اللہ خلیلی مرحوم کی ایک طویل فارسی منقبت بھیجی ہے جو فاضلِ موصوف نے حضرت بدرالمشائخ آغا فضل الرحمٰن مجددی علیہ الرحمۃ کی فرمائش پر قلم بندکی تھی، حضرت بدرالمشائخ علیہ الرحمۃ وہی بزرگ ہیں جنہوں نے ۱۹۸۷ء میں لاہور میں حکیم محمد عمر نقشبندی مجددی کے دولت کدہ پر ایک محفل میں حضرت قبلہ مسعود ملت کو اپنے دست مبارک سے سیاہ جبۂ شریف پہنایا تھا، مجددی فیض اور دعاؤں سے نوازا تھا۔ سبحان اللہ!

بہرحال عرض یہ کررہا تھا کہ جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے...... حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق نئی نئی معلومات حاصل ہوتی جاتی ہیں۔

انشاء اللہ تعالیٰ ”جہانِ امام ربانی مجدد الف ثانی“ کی چھے جلدیں اور ایک مزید جلد جو عمارات ومقابر کی رنگین تصاویر پر مشتمل ہے اپریل ۲۰۰۵ء تک ان کا اجراء کردیا جائے گا...... اس کے بعد دو جلدیں اور (جن میں ایک جلد بقیہ مقالات پر مشتمل ہوگی اور دوسری جلد صرف کتابیات اور اشاریات وغیرہ پر مشتمل ہوگی) شائع کردی جائیں گی، اس طرح ”جہانِ امام ربانی مجدد الف ثانی“ کی نو جلدیں ہوجائیں گی جن کے صفحات کی مجموعی تعداد پانچ ہزار سے زائد ہوگی، الحمد للہ ثم الحمد للہ...... مولیٰ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو مقبول ومشکور فرمائے...... آمین! اللّٰھم آمین

۷/ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ
۱۸/جنوری ۲۰۰۵ء

احقر العباد
جاوید اقبال مظہری
بانی امام ربانی فاؤنڈیشن (انٹرنیشنل) کراچی
(اسلامی جمہوریہ پاکستان)

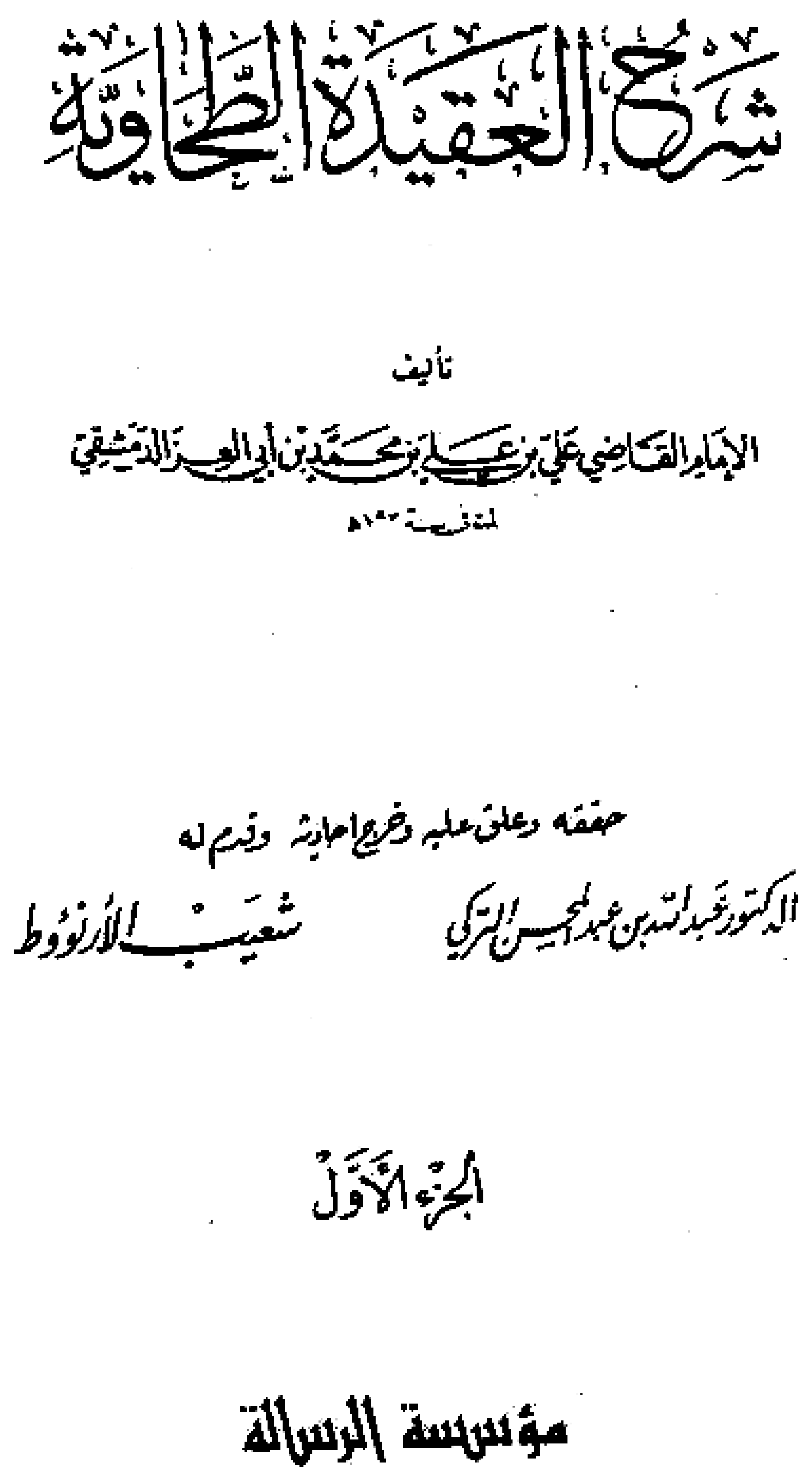

شرح العقيدة الطحاوية

تأليف

الإمام القاضي علي بن علي بن محمد بن أبي العز الدمشقي

المتوفى سنة ٧٩٢هـ

حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وقدم له

الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي

شعيب الأرنؤوط

الجزء الأول

مؤسسة الرسالة

(عکس سرورق، شرح العقیدة الطحاویة، ج اول، مطبوعہ ۱۹۹۶ء بیروت)

١٠

ويقول الإمام السَرهَنْدي في الرسالة رقم (٣٦) المجموعة الثالثة:

إنَّ طَور النبوة وراءَ العقل والتفكير، فالحقائقُ التي يَعْجِزُ العقلُ عن إدراكها، تأتي النبوةُ لتثبيتها وتحقُّقِها، ولو كان العقلُ كافياً وَحْدَهُ. لما بُعِثَ الأنبياءُ صلواتُ الله وتسليماتُه عليهم أجمعين، ولما رُبِطَ عَذابُ الآخرة ببعثتِهم: ﴿وما كُنَّا مُعَذِّبينَ حتى نَبعثَ رسولاً﴾، والعقلُ حجةٌ، ولكنه ليس بحجةٍ بالغة، وليس في حجته بكاملٍ، وقد تحقَّقَتِ الحجةُ البالغةُ ببعثة الأنبياء والرسل عليهم الصلواتُ والتسليمُ، فقَطَعَت أَلْسِنَةَ المُكَلَّفين، وقَضَتْ على معاذيرهم، يقولُ الله تعالى: ﴿رُسُلاً مُبَشِّرينَ ومُنْذِرينَ لِئلاَّ يكونَ للناسِ على الله حُجَّةٌ بعدَ الرسلِ وكانَ اللّٰهُ عزيزاً حكيماً﴾، ولـمَّا ثَبَتَ عَجْزُ العقلِ وقصورُه في بعض القضايا، فليسَ مِن المستحسَنِ أن تُوزَنَ جميعُ الأحكام الشرعية في ميزانِ العقل، وإنَّ محاولةَ التطبيقِ بينَ العقلِ وبين الأحكام الشرعية بصفة دائمة، والتزامَ ذلك، والتقيدَ به، حكمٌ بكفاية العقل وغِناهُ، وإنكارٌ للنبوة أعاذنا الله تعالى منه.

- ٢٦ -

(شرح العقيدة الطحاوية کے صفحہ ٢٦ کا عکس)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرس مضامین

○

۱۵......۱۸

حضرت مجدد الف ثانی ایک عظیم شخصیت......تقریبِ تالیف جہان امام ربانی......آغاز تحریر و تحقیق...... ابتداء کار و وسعت کار......کرم ہی کرم......

○

۱۸......۲۵

اللہ کی عظیم نعمت و رحمت......وسعتِ علم......امام ربانی اور امام احمد رضا......تعلیم و تدریس......علم حصولی اور علم حضوری......شان العلم اور شان الحیات......سمجھ سے بالاتر، فہم سے ماورا اسرار و معارف...... ولایت مجدد الف ثانی......معارف مجدد الف ثانی......

○

۲۵......۲۸

تعمیر انسانیت......تبلیغ و ارشاد......مصیبتیں اور صعوبتیں......اکبر و جہانگیر بادشاہ اور تجدیدی مہم کا آغاز...... اعیان مملکت کے نام مکتوبات......سنتِ خیر الانام......نفاذ شریعت کے لیے ترغیب......مکتوبات کے امتیازات......

○

۲۸......۳۰

حضرت مجدد کے خلاف معاصرین کی مخالفت اور ان کا رجوع......سنت اور بدعت کی حقیقت......بدعت حسنہ کے مخالفین اور حضرت مجدد الف ثانی......بعض افکار و معمولات مجدد......

○

۳۰......۳۵

اللہ کے محبوب...... تذکار مجدد الف ثانی..... حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں خاندان مجددیہ کے شہزادوں اور معتقدین کے تحقیقی رسائل...... شیخ عبدالغنی نابلسی، علامہ محمود آلوسی، ابن عابدین شامی، شاہ ولی اللہ، قاضی ثناء اللہ پانی پتی وغیرہ اور حضرت مجدد الف ثانی کا ذکر وفکر..... حضرت مجدد الف ثانی پر دنیا کی جامعات میں تحقیقات...... حضرت مجدد الف ثانی کا دائرہ ارشاد و ہدایت......

○

۳۵......۳۷

حضرت مجدد الف ثانی کی کوششوں کے شاہان ہند پر اثرات...... جہانگیر بادشاہ، شاہجہاں بادشاہ اور اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کی عقیدت...... شہزادہ مجدد الف ثانی خواجہ محمد معصوم کے اورنگزیب عالمگیر کے نام خطوط...... نبیرہ مجدد الف ثانی خواجہ سیف الدین کے اورنگ زیب عالمگیر، شہزادہ معظم اور شہزادی روشن آراء کے نام خطوط اور اُن کے اثرات......

○

۳۷......۴۲

سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی عالمی پیمانے پر اشاعت...... مشائخ نقشبندیہ مجددیہ میں خواجہ سیف الدین، مرزا مظہر جانِ جاناں، شاہ غلام علی، شیخ خالد کردی کا اہم کردار...... سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ملک عرب میں اشاعت...... سلسلہ مجددیہ کے عرب خلفاء مشائخ

○

۴۲......۴۵

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی عالمگیر اشاعت واثرات...... عالمی سطح پر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے علمی اور تبلیغی کارناموں کا جائزہ......

۴۵......۴۷

حالات اور افکار مجدد الف ثانی پر کام کی رفتار...... مکتوبات شریف کے تراجم...... نایاب مخطوطات کی دریافت......

۴۷......۵۲

حضرت مجدد الف ثانی پر عالمی جامعات میں کام...... اردو میں ڈاکٹریٹ...... انگریزی، فارسی اور ترکی میں ڈاکٹریٹ...... ترکی، کردی، انگریزی، فارسی اور عربی میں سوانحی مقالات...... افکار مجدد الف ثانی، وقت کی اہم ضرورت...... عظیم منصوبہ ”جہان امام ربانی مجدد الف ثانی“ کی تکمیل...... تعلیمات مجددیہ کی اشاعت میں امام احمد رضا کا اہم کردار...... حضرت مجدد الف ثانی کا سیدھا راستہ ہی صراط مستقیم ہے...... روضۂ انور، بے قرار روحوں کے لیے قرار...... روضۂ انور پر حاضری اور سرفرازی......

۵۲......۶۱

تعلیقات و حواشی

دونوں جہاں کی سعادت کا نقد دونوں جہاں کے سردار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں ہے

(ارشاد امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

افتتاحیہ، جہانِ امام ربانی مجدد الف ثانی

☆☆

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تصور جب ذہن میں آتا ہے تو فکر وشعور پر چھا جاتا ہے، ان کی آمد سے بہت پہلے ان کی آمد آمد کا غلغلہ بپا ہوا، اور ان کی آمد آمد کے بعد مشرق ومغرب اور جنوب وشمال میں ان کا چرچا ہوا[1]...... وہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت اور رحمت تھے جو اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کو عطا فرمائی...... فقیر نے ۱۹۶۰ء سے ۱۹۷۰ء کے درمیان حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کام کیا[2]...... پھر ۱۹۷۰ء سے ۱۹۹۲ء تک امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کام کیا[3] جو ابھی تک جاری ہے...... ۱۹۹۲ء سے ۲۰۰۲ء تک مسلک اہل سنت وجماعت پر کام کیا[4]...... یہ بھی ابھی تک جاری ہے۔ ۲۰۰۲ء میں پھر امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اس کی تقریب یہ ہوئی کہ سال مذکورہ میں محبی علامہ رضوان احمد نقشبندی نے فقیر کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات وخدمات پر ایک یادگار مجموعہ مرتب کرنے کی طرف متوجہ کیا، بات دل کو لگی...... جب خیال آیا تو ایک نقطہ تھا، پھیلتے پھیلتے ”جہانِ امام ربانی مجدد الف ثانی“ بن گیا...... ایک قطرہ تھا، پھیل کر سمندر بن گیا...... ایک شگوفہ تھا، کھل کر گلشن بن گیا...... ایک ستارہ تھا، چمک کر آفتاب بن گیا...... یہ سب کچھ اللہ کے فضل وکرم اور اہل محبت کے تعاون سے ممکن ہوا۔ جزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء ......

خیالات امنڈنے لگے...... سمٹنے لگے، سنورنے لگے...... ”جہانِ امام ربانی مجدد الف ثانی“ کی شکل وصورت نکل آئی...... دیکھتے ہی دیکھتے وہ ایک محبوب دل ربا بن گئی، اب دیکھنے والے دیکھ دیکھ کر حیران ہوئے جاتے ہیں۔ ابھی تو کچھ مدت نہ گزری تھی، سنا ہی سنا تھا، یہ کیا ہو گیا؟...... ہاں، ایک خیال آیا پھر خیالوں کی بدلیاں چھانے لگیں...... بارش ہونے لگی، کبھی موسلا دھار، کبھی بوندا باندی...... کبھی دھوپ نکل آتی، کبھی بدلیاں چھانے لگتیں، پھوار پڑنے لگتی، پھر گنگا جمنی کا سماں سامنے ہوتا...... یہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

افتتاحیہ، جہانِ امام ربانی مجدد الف ثانی

☆☆

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تصور جب ذہن میں آتا ہے تو فکر وشعور پر چھا جاتا ہے، ان کی آمد سے بہت پہلے ان کی آمد آمد کا غلغلہ بپا ہوا[1] اور ان کی آمد آمد کے بعد مشرق ومغرب اور جنوب وشمال میں ان کا چرچا ہوا[1]...... وہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت اور رحمت تھے جو اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کو عطا فرمائی...... فقیر نے ۱۹۶۰ء سے ۱۹۷۰ء کے درمیان حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کام کیا[2]...... پھر ۱۹۷۰ء سے ۱۹۹۲ء تک امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کام کیا[3] جو ابھی تک جاری ہے...... ۱۹۹۲ء سے ۲۰۰۲ء تک مسلک اہل سنت وجماعت پر کام کیا[4]...... یہ بھی ابھی تک جاری ہے۔ ۲۰۰۲ء میں پھر امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اس کی تقریب یہ ہوئی کہ سال مذکورہ میں محبی علامہ رضوان احمد نقشبندی نے فقیر کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات وخدمات پر ایک یادگار مجموعہ مرتب کرنے کی طرف متوجہ کیا، بات دل کو لگی...... جب خیال آیا تو ایک نقطہ تھا، پھیلتے پھیلتے ’’جہان امام ربانی مجدد الف ثانی‘‘ بن گیا...... ایک قطرہ تھا، پھیل کر سمندر بن گیا...... ایک شگوفہ تھا، کھل کر گلشن بن گیا...... ایک ستارہ تھا، چمک کر آفتاب بن گیا...... یہ سب کچھ اللہ کے فضل وکرم اور اہل محبت کے تعاون سے ممکن ہوا۔ جزاھم اللہ تعالٰی احسن الجزاء...... خیالات امنڈنے لگے...... سمٹنے لگے، سنورنے لگے...... ’’جہانِ امام ربانی مجدد الف ثانی‘‘ کی شکل وصورت نکل آئی...... دیکھتے ہی دیکھتے وہ ایک محبوب دل ربا بن گئی، اب دیکھنے والے دیکھ دیکھ کر حیران ہوئے جاتے ہیں۔ ابھی تو کچھ مدت نہ گزری تھی، سنا ہی سنا تھا، یہ کیا ہو گیا؟...... ہاں، ایک خیال آیا پھر خیالوں کی بدلیاں چھانے لگیں...... بارش ہونے لگی، کبھی موسلا دھار، کبھی بوندا باندی...... کبھی دھوپ نکل آتی، کبھی بدلیاں چھانے لگتیں، پھوار پڑنے لگتی، پھر گنگا جمنی کا سماں سامنے ہوتا...... یہ

سلسلہ چلتا رہا، خیالوں پہ خیال آتے رہے...... جہان امام ربانی میں ایک جہاں آباد ہو گیا، چہل پہل ہونے لگی، رونق ہی رونق ہو گئی...... جدھر دیکھیے امام ربانی کی کسی نہ کسی ادا، کسی نہ کسی تصور، کسی نہ کسی نظریہ کی بہار نظر آنے لگی۔

ابتداء میں خیال تھا کہ یہ کام ایک جلد میں سمٹ جائے گا، پھر کام بڑھا تو خیال آیا کہ شاید دو جلدوں میں سمٹ جائے، پھر بڑھتے بڑھتے، بڑھتا ہی چلا گیا اور سمیٹا تو برسوں کا کام مہینوں میں، مہینوں کا کام ہفتوں میں، ہفتوں کا کام دنوں میں، دنوں کا کام گھنٹوں میں، گھنٹوں کا کام لمحوں میں سمٹتا چلا گیا اور ایک نہ دو، مکمل نو ضخیم جلدوں میں کام سمٹا...... اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت و نصرت، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ خاص اور اکابر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ اور آباؤ اجداد کرام علیہم الرحمۃ کی توجہاتِ عالیہ کے طفیل برق رفتاری سے یہ کام انجام پایا...... حوصلہ بڑھتا گیا، وہ کام ہوتے رہے جن کا وہم و گمان بھی نہ تھا...... یہ سب اللہ تعالیٰ کا کرم ہے جو بے جان میں جان ڈالتا ہے، بوڑھوں کو جوانوں کا حوصلہ عطا فرماتا ہے، جو دیتا چلا جاتا ہے، لینے والا تھک جاتا ہے۔ اللہ اکبر!...... کیسا سخی ہے، کیسا لجپال ہے، کیسا فیاض ہے، کیسا جواد ہے؟

شکر کدام فضل بجا آورد کسے
عاجز بماند ہر کہ دریں افتکار کرد

اس وقت فقیر کی عمر ۷۳ سال ہو چکی (الحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک) مختلف عوارض اور حادثات دل پر اثر کرتے اگر وہ ہم فقیروں کو اپنی معیت کی خوشخبری نہ سناتا...... پھر بہت سے دعا دینے والوں نے محبت کا حق ادا کر دیا۔ اپنی زندگیاں نذر کر دیں...... کس کس کا نام بتاؤں، ملک و بیرونِ ملک ایسے فدا کار و جان نثار موجود ہیں...... سچی بات یہ ہے کہ زندگی وارنا اتنا آسان نہیں...... ہاں محبت جب شباب پر ہوتی ہے تو اپنا رنگ دکھاتی بھی ہے اور جماتی بھی ہے...... پھر جان وارنا بالکل آسان ہو جاتا ہے...... جینے مرنے میں فرق نہیں رہتا اور مرنے میں جینے کا مزہ آنے لگتا ہے...... دعا کرنے والوں کی دعائیں قبول ہو رہی ہیں، دین و مسلک کی خدمت کے لیے ماہ و سال مل رہے ہیں، شب و روز مل رہے ہیں، یہ اس کریم کا کرم نہیں تو کیا ہے۔

○

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کی عظیم رحمت اور نعمت تھے...... پردہ فرمائے ہوئے تقریباً چار سو دس سال ہو چکے ہیں مگر ابھی تک ملت اسلامیہ پر سایہ فگن ہیں اور ان شاء اللہ پانچ سو نوے سال اور سایہ فگن رہیں گے...... وہ مجدد الف ثانی تھے یعنی سنہ ہجری کے دوسرے ہزار سال کے مجدد اعظم...... اس کی تائید متقدمین نے بھی کی، معاصرین نے بھی کی اور متاخرین نے بھی کی (جن کا ذکر پیچھے حاشیہ نمبر ا میں آچکا ہے) اور خود امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریرات سے اس کی تائید ہوتی ہے [۵]...... تیرھویں اور چودھویں صدی ہجری میں امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیمات کو پھیلایا، اگر امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ ہوتے تو امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیمات محجوب ہو چکی ہوتیں، آپ نے تعلیمات مجددیہ کی روح کو زندہ رکھا اور پائندہ بنایا اور عشق کی اس آگ کو بجھنے نہ دیا جو مُردوں کو جلاتی ہے اور زندوں کو سنوارتی اور چمکاتی ہے......

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے وقت کے جلیل القدر اساتذہ سے علوم منقولہ و معقولہ حاصل کیے۔ فاضلِ جلیل مولانا کمال الدین کشمیری جن کو منطق، فلسفہ، علم کلام، اصولِ فقہ میں کمال حاصل تھا، جن کی ذکاوت، حافظہ، کثرتِ مطالعہ اور قدرتِ تدریس کا شہرہ تھا۔ جن کے تلامذہ میں علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی جیسے فضلاء اور علماء و مدرسین پیدا ہوئے، جنہوں نے نصف صدی درس و تدریس میں مشغول رہ کر ۱۰۱۷ھ میں وصال فرمایا، حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسے جلیل القدر ماہرِ معقولات سے اس وقت کی نصاب کی اعلیٰ کتابیں پڑھیں، اور حدیث کی بعض کتابیں شیخ یعقوب کشمیری سے پڑھیں جنہوں نے حجاز جا کر علم حدیث حاصل کیا اور بڑے بڑے محدثین اور مصنفین سے کسبِ حدیث و تفسیر کیا، اور ان کی تالیفات کی اجازت حاصل کی۔ مشہور عالم قاضی بہلول بدخشی سے جو علمِ حدیث اور تفسیر میں بلند پایہ رکھتے تھے اور حدیث میں شیخِ وقت عبدالرحمٰن بن فہد کے تلمیذ رشید تھے، صحیح بخاری، مشکوٰۃ المصابیح، شمائل ترمذی اور دوسری کتب حدیث، ثلاثیات بخاری پڑھیں اور حدیث مسلسل کی سند حاصل کی [۶]...... مولانا یعقوب کشمیری حجاز سے اپنے ساتھ فقہ، حدیث اور تفسیر کی نفیس کتابیں لائے جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے استاد کی وساطت سے مطالعہ

فرمائیں، اس زمانے میں کتابوں کا حاصل کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہ تھا کیوں کہ طباعت کا رواج نہ تھا، کتاب نقل کے ذریعہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتی تھی، جس کو شوق ہوتا وہ مہینوں نقل کر کے یا نقل کروا کر کتاب حاصل کرتا تھا......

◆

ہم علوم وفنون کو میزانوں میں تولتے ہیں، پیمانوں سے ناپتے ہیں، گنتیوں سے گنتے ہیں مگر جب قرآن حکیم کھولتے ہیں تو علم کی وسعتیں اور پہنائیاں دیکھ دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں اور ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی...... ذرا آپ بھی توجہ سے سنیں اور غور سے دیکھیں، یہ کیسی آواز آرہی ہے؟...... یہ کیسے جلوے دکھائے جارہے ہیں؟

> اور اگر زمین میں جتنے پیڑ ہیں سب قلمیں ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو، اس کے پیچھے سات سمندر ہوں تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی، بیشک اللہ عزت اور حکمت والا ہے[۸]......

اور سنیں:۔

> تم فرمادو اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لیے سیاہی ہو تو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی اگرچہ ہم ویسا ہی اور اس کی مدد کو لے آئیں[۹]......

اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

○...... بیشک اللہ جانتا ہے، تم نہیں جانتے[۱۰]

○......اور بیشک اللہ جانتا ہے، تم نہیں جانتے[۱۱]

مگر وہ جس کو علم عطا فرماتا ہے، نہال کر دیتا ہے...... ہاں یہ علم، علم ہے جو وہ عطا فرماتا ہے، اس علم پر جتنا فخر کیا جائے کم ہے، حضرت یعقوب علیہ السلام نے سچ فرمایا!

○...... مجھے اللہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے[۱۲]

○......اور ہر علم والے سے اوپر علم والا ہے[۱۳]

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب روحانی سلسلوں سے وابستہ ہوئے تو ایک نئی نظر ملی۔ پھر جب آپ نے علم کے چہرے سے نقاب الٹی تو معلوم ہوا کہ ہم نے وہ جہان دیکھا ہی نہیں

بلکہ سنا بھی نہیں، جس جہان کی وہ خبر دے رہے ہیں، اس جہان کی باتیں عجیب و حیران کن ہیں…… حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے:…… علمِ حصولی اور علمِ حضوری…… پھر علمِ حضوری کی باتیں سنا سنا کر ہم کو حیران کر دیا…… علم کے حوالے سے ذرا آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظات تو ملاحظہ فرمائیں:۔

> حق تعالیٰ کی ''اقربیت'' کا معاملہ علم حضوری کے ساتھ وابستہ ہے جو کہ اصل ''معلوم'' سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ ''معلوم'' کے ''ظلال'' میں سے کسی ''ظل'' کے ساتھ اور ''صورتوں'' میں سے کسی ''صورت'' کے ساتھ کہ وہ ''علمِ حصولی'' کا حصہ ہے، لہٰذا ''علمِ حصولی'' درحقیقت نفس شئے کا علم نہیں ہوتا بلکہ اس شئے کی ''صورتوں'' میں سے کسی ''صورت'' کا علم ہوتا ہے' اور اس میں نفس شئے کے لیے ''جہل'' ثابت ہوگا۔ سبحان اللہ! شئے کے ''جہل'' کو اس شئے کا ''علم'' کہتے ہیں[۱۴]۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

> پس علمِ حضوری، اشرف ہوا بلکہ علم ہی یہی ہے اور بس۔ اور اس علم کے علاوہ جو کہ ''علمِ حصولی'' ہے ''جہل'' ہے۔ جس نے علم کی صورت میں اپنے آپ کو ظاہر کیا ہے۔ یہ ''جہلِ مرکب'' ہے کہ اپنے جہل کو ''علم'' جانتے ہیں اور نہیں جانتے کہ وہ کچھ نہیں جانتے[۱۵]۔

معلوم ہوا کہ ''علمِ حصولی'' جس پر ہم ناز کرتے ہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک 'علمِ حضوری' کے مقابلے میں 'جہل' محض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ''علمِ حضوری'' سے سرفراز فرمایا بلکہ اس سے بھی بلند درجہ عطا فرمایا جس کا اندازہ اس مکتوب شریف سے ہوتا ہے:

فرماتے ہیں:۔

> پوشیدہ نہ رہے کہ ''شان العلم'' سے بلند تر ''شان الحیات'' ہے کہ علم اس کا تابع ہے اور وہ تمام صفات کی اصل ہے، خواہ وہ علم ہو یا غیر علم۔

> خواہ علم حصولی ہو، خواہ علم حضوری..... اور یہ "شان الحیات" ایک ایسی عظیم الشان شان ہے کہ دوسری تمام شیون وصفات اس کے پہلو میں ایسی نسبت رکھتی ہیں جیسی چھوٹی نہر کو دریائے محیط سے نسبت ہے[۱۶]۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "شان الحیات" کی سیر کرائی، خود فرماتے ہیں:۔

> اس وقت جب کہ فقیر اللہ سبحانہ' کے کرم سے اس عظیم الشان (شان الحیات) کی سیر میں مصروف تھا تو اس مقام کے نیچے مسافت بعیدہ طے کرنے کے بعد یہ بات مشاہدہ میں آئی کہ اس مقام پر شیخ (ابن عربی) کا حجرہ ہے جس میں وہ اقامت پذیر ہیں، شاید آخر میں اس مقام سے بہرہ مند ہونے کے بعد ترقی کی ہو[۱۷]۔

یہ کیسی عجیب باتیں ہیں سمجھ سے بالاتر، فہم سے ماورا، آخر سمجھ میں تو آنی چاہییں، اس کا ایک ہی طریقہ ہے اتباع سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں جتنا کمال حاصل ہوگا، فکر ونظر سے پردے ہٹتے چلے جائیں گے' اور سمجھ میں آتا چلا جائے گا، خود فرماتے ہیں:۔

> یہ معارف جس طرح فکر ونظر سے بالا ہیں' اسی طرح کشف وشہود کے اطوار سے بھی ماوراء ہیں، نیز ارباب کشف شہود ان علوم کے سمجھنے میں ارباب علم وعقل کی طرح ہیں، ان کے لیے نبوت کی فراست کا نور درکار ہے جو کہ انبیاء علیہم الصلوٰات والتسلیمات کی متابعت کی دولت سے ان حقائق کو سمجھنے کی طرف ہدایت فرماتا ہے اور ان علوم ومعارف کو حاصل کرنے کی طرف رہنمائی کرتا ہے[۱۸]۔

اللہ اکبر! ان علوم ومعارف کو سمجھنے میں ارباب کشف وشہود بھی ارباب علم وعقل کی طرح ہیں...... اسی لیے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیان کردہ بعض معارف کے لیے یہ بھی لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ ان کو سن کر اپنے بھی بیگانے ہو جائیں مگر فقیر ان علوم ومعارف کو بیان کرنے کے لیے مجبور ہے۔

خود فرماتے ہیں:۔

> یہ معارف جو تحریر میں آگئے ہیں (اللہ پاک کی رحمت سے) امید کہ سب الہامات رحمانی ہیں کہ ان میں شیطانی وسوسوں کے شائبے کی بھی مطلق مجال نہیں، دلیل اس کی یہ ہے کہ فقیر نے جب ان علوم کی تحریر کا ارادہ کیا تو میں نے بارگاہ خداوندی میں التجا پیش کی۔ دیکھا کہ ملائکہ کرام (علیٰ نبینا وعلیہم السلام) اس مقام سے شیطان کو دفع کر رہے ہیں اور اس کے قریب بھی ان کو آنے کا موقع نہیں دیتے، چونکہ نعمتوں کا اظہار کرنا بھی عظیم خوبیوں میں سے ہے اس لیے میں نے اس نعمت کے اظہار کی جرأت کی، اللہ پاک سے امید کرتا ہوں کہ یہ چیز عُجب وتکبر سے دور رہے اور عُجب کی گنجائش بھی نہ رہے کہ اللہ پاک کی عنایت سے اپنی برائی اور خامی ہر وقت پیشِ نظر رہے[19]۔

(خواجہ بدرالدین سرہندی: "حضرات القدس" حصہ دوم، لاہور ۱۴۰۳ھ، ص ۱۵۵)

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ راز کی باتیں صاحب زادگان اور خلفائے خاص سے فرماتے ہیں۔ فرزندِ جلیل خواجہ محمد سعید علیہ الرحمۃ کے نام جو کچھ تحریر فرمایا اس سے آپ کے علمِ لدنّی اور مشاہدے کا اندازہ ہوتا ہے، آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

> اے فرزند! یہ فقیر جس قدر ملاحظہ کرتا ہے اور نظر دوڑاتا ہے تو کوئی ایسی جگہ (خطۂ زمین میں) نہیں پاتا جہاں پیغمبر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت نہ پہنچی ہو بلکہ محسوس ہوتا ہے کہ آں حضرت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کا نور آفتاب کی طرح سب جگہ پہنچا ہے حتیٰ کہ یاجوج ماجوج میں بھی جن کے درمیان دیوار حائل ہے (وہاں) بھی پہنچا ہوا ہے۔ اور گزشتہ امتوں میں ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی جگہ بہت کم ہی ہے جہاں پیغمبر مبعوث نہیں ہوئے ہوں، یہاں تک کہ زمین ہند میں بھی پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں اور صانع جل شانہٗ کی طرف دعوت فرمائی ہے اور ہندوستان کے بعض

> شہروں میں محسوس ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کے انوار شرک کے اندھیروں میں مشعلوں کی طرح روشن ہیں۔ اگر (یہ فقیر) ان شہروں کو متعین کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔
>
> (مکتوبات امام ربانی، جلد اوّل، مکتوب نمبر ۲۵۹، ترجمہ اردو، مطبوعہ کراچی)

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ولایت کو ولایت محمدی اور ولایتِ موسوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا پروردہ بتایا ہے جو ان حضرات عالیہ کے طفیل نسبت محبوبیت اور نسبت محبیت سے مرکب ہے[۲۰]...... پھر اپنی ولایتِ خاصہ اور جو معاملات اس سے وابستہ ہیں ان کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> جو کاروبار اس ولایت سے وابستہ ہے اگر اس میں سے تھوڑا سا بھی ظاہر کر دیا جائے یا وہ معاملات جو ان دونوں ولایتوں سے وابستہ ہیں اگر اشارے کے طور پر بھی ان کو ظاہر کر دیا جائے تو قطع البلعوم وذبح الحلقوم (نرخرہ کاٹ دیا جائے اور حلقوم ذبح کر دیا جائے)...... جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعض علوم کے اظہار میں جو انہوں نے حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حاصل کیے تھے قطع البلعوم کہا ہے تو دوسروں کے متعلق کیا کہا جائے[۲۱]۔

پھر اللہ تعالیٰ کی شانیں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

> وہ خداوند قدیم الاحسان اور ارحم الراحمین اس بات پر بھی قادر ہے کہ مجھ جیسے پس ماندہ کو سابقوں کے درجات تک پہنچا دے اور ان کے طفیل ان کی دولت کا شریک کر دے[۲۲]۔

یہ مکتوب گرامی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے جلیل القدر خلیفہ ملا صالح کولابی بدخشی علیہ الرحمۃ کے نام تحریر فرمایا ہے جو برسوں آپ کی خدمت میں حاضر رہے، دوسرا مکتوب شریف مرشد کریم خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کے جلیل القدر خلیفہ خواجہ حسام الدین علیہ الرحمۃ کے نام تحریر فرمایا جس میں ان علوم و معارف کا ذکر فرمایا جن تک عوام تو عوام خواص کو بھی رسائی حاصل نہیں، آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

وہ علوم و معارف جن کا فیضان ہوتا رہتا ہے ان میں سے بیشتر حصہ تحریر ہوتا رہتا ہے اور ہر اہل اور نااہل کے گوش گزار ہوتا رہتا ہے لیکن وہ اسرار و دقائق جن کے ساتھ یہ فقیر ممتاز ہے اس کا ذرا سا حصہ بھی اظہار نہیں کیا جا سکتا بلکہ رمز و اشارے سے بھی ان حقائق کا ذکر نہیں کیا جا سکتا' بلکہ اپنے فرزند عزیز (فرزند اکبر خواجہ محمد صادق) جو اس فقیر کے معارف کا مجموعہ اور مقاماتِ سلوک و جذبہ کا نسخہ ہے اس سے بھی ان اسرار و دقائق میں سے کوئی ایک امر بیان نہیں کر سکتا' اور ان کے پوشیدہ رکھنے میں پوری پوری احتیاط و کوشش کرتا ہے حالاں کہ فقیر جانتا ہے کہ میرا فرزند 'محرمانِ اسرار' میں سے ہے اور خطاء و غلطی سے محفوظ ہے لیکن (یہ فقیر) کیا کرے معانی کی دقت و باریکی زبان کو پکڑ لیتی ہے اور اسرار کی لطافت ہونٹوں کو بند کر دیتی ہے...... وہ اسرار ایسے نہیں کہ بیان میں نہیں آ سکتے بلکہ ایسے ہیں کہ بیان میں لائے ہی نہیں جا سکتے[۲۳]۔

پھر ان مخفی اسرار و معارف کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

یہ دولت جس کے پوشیدہ رکھنے میں ہم کوشش کرتے ہیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے 'مشکوٰۃ نبوت' سے اقتباس کی ہوئی ہے اور ملائکہ، ملاء اعلیٰ علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات بھی اس 'دولت میں شریک ہیں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کی متابعت کرنے والوں میں سے جس کو اس دولت سے مشرف فرمائیں وہ اس دولت میں شریک ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو قسم کے علم سیکھے ہیں، ان دو علموں میں سے ایک یہ ہے کہ جو میں نے تمہارے درمیان پھیلایا اور بیان کیا اور دوسرا علم وہ ہے کہ اگر میں تم پر ظاہر کروں تو میرا گلا کاٹ دیا جائے...... اور وہ علم، علم اسرار ہے کہ ہر شخص کی فہم وہاں تک رسائی حاصل نہیں کر سکتی[۲۴]۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض معارف ایسے بھی تھے جو اپنے مرشد کریم کو بھی نہیں لکھ سکتے تھے۔ مکتوب نمبر ۱۳، جلد اوّل میں اپنے مرشد خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمۃ کے نام ایک مکتوب شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

> آیت کریمہ یضیق صدری و لا ینطلق لسانی میرے شامل حال ہے میں نہیں سمجھتا کہ کیا عرض کروں بعض حالات لکھنے کی توفیق نہیں پاتا اور عریضوں میں بھی لکھنے کی گنجائش نہیں ہے شاید اس میں کوئی حکمت ہوگی۔۔۔''

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکتوبات شریف جلد اوّل میں مکتوب نمبر ۲۶۰ شیخ محمد صادق علیہ الرحمۃ کے نام مفصل تحریر فرمایا ہے جس میں ولایت صغریٰ، ولایت کبریٰ، ولایتِ علیا کا بیان ہے اور ہر قسم کی ولایت پر نبوت کی افضلیت نیز لطائف عشرۂ انسانی اور عالم امر پر عالم خلق کی فضیلت کا بیان ہے ان کے علاوہ عجیب و غریب علوم و معارف کا بیان ہے جن سے آپ کو سرفراز کیا گیا۔ آخر میں بطور تحدیثِ نعمت فرماتے ہیں:۔

> یہ سب شروع سے آخر تک اس طریقہ پر بیان کیا گیا جس پر حق سبحانہ و تعالیٰ نے اس حقیر کو ممتاز کیا ہے۔ اس کی بنیاد نسبت نقشبندیہ ہے جس کی ابتداء میں انتہا مندرج ہے۔ اس بنیاد پر بہت سی عمارتیں اور قسم قسم کے محل بنائے گئے ہیں۔ اگر یہ بنیاد نہ ہوتی تو معاملہ یہاں تک نہ پہنچتا یعنی بخارا اور سمرقند سے اس بیج کو لا کر زمین ہند (سرہند) میں بویا گیا جس کا خمیر مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ کی خاک سے تیار کیا گیا' اور فضل کے پانی سے سالہا سال اس کو سیراب کیا گیا' اور ''احسان'' کی تربیت سے اس کی پرورش کی گئی، جب وہ کھیتی کمال کو پہنچ گئی تو ان علوم و معارف کا ثمر اس سے حاصل ہوا۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوم و معارف کی کیا شان ہے؟...... کوئی بیان کرے تو کیسے بیان کرے اور سمجھے تو کیسے سمجھے؟

عاجز بماند ہر کہ دریں افتکار کرد

◆

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انسان کی تعمیر کے لیے خود کو وقف کر دیا تھا جس کی آج ضرورت ہے اور یہ وہ سنت ہے جس کی طرف سے اکثر علماء و مشائخ اور قائدین غافل ہیں...... انسان بن گیا، سارا جہان بن گیا...... انسان بگڑ گیا، سارا جہان بگڑ گیا...... خود فرماتے ہیں:۔

> اس عمل میں یعنی ارشاد و تبلیغ میں مشغول ہونے کو ترک کرنا پسندیدہ نظر نہیں آتا اور کیسے پسندیدہ ہو سکتا ہے' جب کہ حالت یہ ہے کہ دنیا گمراہی کے بھنور میں غرق ہو رہی ہے' اور جو شخص اپنے اندر اس بھنور سے ان کو نکالنے کی طاقت پاتا ہے وہ اپنے کو کس طرح معاف و معذور سمجھ سکتا ہے[۲۵]؟

تبلیغ و ارشاد کی اس عظیم مہم میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی مصیبتیں اور صعوبتیں برداشت کیں، بیشک یہ راہ بڑی کٹھن ہے۔

خود فرماتے ہیں:۔

> بعض تکلیفیں لوگوں کی طرف سے اس فقیر پر گزریں اور انہوں نے بہت ظلم و ستم کیے اور فقیر سے تعلق رکھنے والے بہت سے لوگوں کو ناحق طور پر ان لوگوں نے برباد کیا' اور جلا وطن کر دیا...... اس فقیر کے دل پر (ان کے حق میں) کسی قسم کا غبار اور رنج بالکل نہیں آیا۔ ان کے ساتھ برائی کرنے کا خیال دل میں گزرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا[۲۶]۔
>
> (بنام خواجہ باقی باللہ، مکتوبات شریف' ج' ۱ نمبر ۱)

آپ نے غور فرمایا، ایک طرف ایذا رسانیاں اور دوسری طرف معافیاں...... یہ ہے وہ سنت جس پر چلنا جوئے شیر لانا ہے، جس سے ہم غافل ہیں...... حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ خود

مصائب پر احتجاج فرمایا نہ اپنے مریدین، متوسلین کو ایسا کرنے دیا، آپ نے احیاءِ سنت کی تاکید کے ساتھ ساتھ یہ بھی تحریر فرمایا، دیکھنا اس کوشش میں کوئی فساد نہ ہو[۲۷] کہ فساد قتل سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے..... جب جہاں گیر بادشاہ نے سجدۂ تعظیمی نہ کرنے پر آپ کو قلعہ گوالیار میں ایک سال کے لیے قید کیا تو آپ نے کوئی ناگوار لفظ تک جہاں گیر کے لیے نہ فرمایا بلکہ اپنے تمام مریدین متوسلین کو بیک جنبشِ قلم ایسا کرنے سے روک دیا، آپ نے شدائد و مصائب کے باوجود جہاں گیر کے لیے کلمہ خیر فرمایا...... دنیا نے یہ نظارہ کہیں نہیں دیکھا ہوگا...... ان حضرات عالیہ کے دربار میں آئیں تو دنیا بدلی بدلی سی نظر آتی ہے، یہاں کے طور طریقے ہی نرالے ہیں، دیکھ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ یہاں تو یہ حال ہے:۔

نہ شود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سرِ دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اکبر اور جہاں گیر جیسے جابر و قاہر بادشاہوں سے ٹکر لی اور انسان سازی کا وہ حیرت انگیز کارنامہ انجام دیا کہ شاہجہاں اور اورنگ زیب جیسے بادشاہ آپ کے فرزندانِ گرامی کے دامن سے وابستہ ہوگئے۔

گاہ بحیلہ می برد گاہ بزور می کشد
عشق کی ابتداء عجب عشق کی انتہا عجب!

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکتوبات شریف کے ذریعے اسلام کی تبلیغ فرمائی اور بادشاہوں، سرداروں اور حاکموں کے نام بکثرت مکاتیب شریف ارسال فرمائے مثلاً:

شاہ ہرمزان، شاہ مصر مقوقس، شاہ یمامہ ہوزہ بن علی، شاہ دمشق حارث بن ابی شمر غسانی، شاہ شام جبلہ بن ایہم غسانی، شاہ حبشہ نجاشی، قیصر روم ہرقل، کسرائے فارس خسرو پرویز، حاکم یمن باذان، حاکم بحرین منذر بن سازی، حاکم عمان جیفر بن جلندی، حاکم ایلہ یوحنا بن روبہ، سردار بنی کلب اصبغ بن عمرو کلبی، سردار بنی ازد ابوظبیان ازدی، سردار حجر اسیخت بن عبداللہ وغیرہ وغیرہ[۲۸]۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت کو اپنایا اور اپنے زمانے کے بادشاہ، گورنروں، وزیروں، فوجی افسروں اور امراء کے نام خطوط لکھ لکھ کر نفاذِ شریعت کی دعوت دی اور اسلام کی تبلیغ کا حق ادا کیا، پھر آپ کے صاحب زادگان خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم علیہما الرحمۃ اور پوتوں خواجہ سیف الدین، خواجہ عبدالاحد اور خواجہ محمد نقشبند علیہم الرحمۃ نے اس سنت پر عمل کیا اور خطوط کو تبلیغِ اسلام کا اہم ذریعہ بنایا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے براہِ راست جہاں گیر بادشاہ کو خط لکھا اور اکبر بادشاہ اور جہاں گیر بادشاہ کے گورنروں، وزیروں، فوجی افسروں اور امراء کو خطوط لکھے اور ان کو اسلام اور نفاذِ شریعت اسلامیہ کی طرف پرزور الفاظ میں متوجہ فرمایا، ان گورنروں، وزیروں اور امراء میں چند یہ ہیں:۔

بیرم خان، عبدالرحیم خان خاناں، مرتضیٰ خاں شیخ فرید بخاری،
خان جہاں، صدر جہاں، جباری خان، شیخ حسام الدین مرزا قلیچ،
خان اعظم، قلیچ خان، تربیت خاں، اسلام خان، سکندر خان،
دریا خاں، مرزا ایرج، مرزا بدیع الزماں، بہادر خاں، جعفر بیگ،
مرزا داراب خاں، شریف خاں شیرازی، عبدالوہاب بخاری،
مرزا عرب خاں، قلیچ اللہ، لالہ بیگ، میر منصور، منوچہر وغیرہ وغیرہ۔

آپ کے خطوط کا امتیاز یہ ہے کہ خط میں ذاتی غرض ظاہر نہ فرمائی بلکہ خط لکھنے کا مقصد اعلاء کلمۃ اللہ کے سوا کچھ نہ تھا جب کہ دورِ جدید میں بعض مشائخ علماء بادشاہوں اور وزیروں کی قربت سے ذاتی فائدے حاصل کرتے ہیں، شاذ و نادر ہی کوئی کسی وزیر سے اللہ کے لیے ملتا ہوگا...... بادشاہوں اور وزیروں سے ملنا بُرا نہیں، بُرا یہ ہے کہ ان کو ذاتی مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے...... جب اصلاح کی قدرت ہو تو ان کو تنہا چھوڑ دینا دانائی نہیں، دانائی یہ ہے کہ ان سے مل کر ان کو بنایا جائے، ان کو سنوارا جائے تا کہ وہ اللہ کی مخلوق پر جابر و قاہر نہ ہوں بلکہ رحیم و کریم ہوں۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شان کے خطوط لکھے جو ایک طرف ادب عالیہ کا نمونہ ہیں تو دوسری طرف اسرار و معارف کا ایک سمندر ہیں، جو مغز ہی مغز ہیں قشر نام کو نہیں، غالباً اسی خوبی کو دیکھتے ہوئے فاضل جلیل مولانا عبدالحکیم ارواسی نقشبندی خالدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:۔

بعد کتاب اللہ و بعد کتب ستہ افضل کتب مکتوبات است
مانند مکتوبات امام ربانی ہیچ کتاب چاپ کردہ نہ شد است [29]

◆

نا فہمی کی وجہ سے معاصرین میں بعض لوگوں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی مگر بعد میں وہ سب تائب ہو گئے [30]۔ متاخرین میں بعض لوگوں نے فکرِ مجدد کا استحصال کیا اور تعلیمات مجددیہ کی طرف سے بدگمانیاں پھیلائیں لیکن حقیقت کچھ اور ہے۔ کسی کی بات سمجھنے کے لیے اس کے ماحول کو نظر میں رکھنا ضروری ہے..... بات یہ ہے کہ سیر و سلوک کی منازل طے کراتے ہوئے بعض مریدین کو مستحب اور مباح چیزوں سے کچھ عرصے کے لیے روکا اور صرف سنت کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے۔ جس طرح ایک ڈاکٹر یا حکیم مریض کی صحت کی خاطر حلال چیزوں سے روک دیتا ہے۔ اب اگر کوئی دیوانہ حکیم صاحب کی ہدایت کا سارے شہر والوں کو مکلّف بنا دے تو یہ دیوانگی نہیں تو اور کیا ہے؟..... بعض لوگوں نے مکتوبات امام ربانی کو اپنے مقاصد کے لیے جزوی طور پر استعمال کیا اور دوسری باتوں کو نظر انداز کیا' حالاں کہ اگر واقعی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سچی محبت و عقیدت ہے تو آپ کی سب باتوں کو ماننا چاہیے جس سے ایک عظیم فتنہ ختم ہو سکتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعض اعمال مستحبہ اور مباحہ کو وقتی طور پر روکا پھر اس کی اجازت دے دی، مثلاً بدعتِ حسنہ کے معاملہ میں کہیں وقتی طور پر روکا کہیں اجازت دے دی اور حدیث مبارکہ من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا سے استدلال فرمایا۔ (مکتوبات شریف، ۱۹۲/۱؛ ۵۷/۲؛ ۹۴/۳؛ ۱۲۲/۳) مگر ایک طبقہ جو بدعات کے سرے سے خلاف ہے اس نے یہ ظاہر کیا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرے سے بدعتِ حسنہ کے خلاف ہیں (حالانکہ وہ صرف ان بدعتوں کو حسنہ قرار نہیں دیتے جو سنت کے خلاف ہیں) اور دوسری باتوں کو چھوڑ دیا مثلاً

۱۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے قائل نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم جیسے بشر ہیں [32] جب کہ یہ طبقہ اس کا قائل ہے۔

۲۔ آپ اس کے قائل نہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بڑے بھائی کے برابر ہیں [33] جب کہ یہ طبقہ اس کا قائل ہے۔

۳۔ آپ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کو عین ایمان قرار دیتے ہیں[۳۴] جب کہ یہ طبقہ عشق کی بات نہیں کرتا اور اس کو شرک قرار دیتا ہے۔

۴۔ آپ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب عطائی کے قائل ہیں[۳۵] جبکہ یہ طبقہ اس علم کو کسی شمار میں نہیں لاتا۔

۵۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے قائل ہیں[۳۶] جب کہ یہ طبقہ آپ کو مجبور ومحتاج قرار دیتا ہے۔

۶۔ آپ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے ساتھ ساتھ محبت اہلِ بیت کے بھی قائل ہیں[۳۷] جب کہ یہ طبقہ اہلِ بیت کی محبت کو اہمیت نہیں دیتا۔

۷۔ آپ محبت وصحبت اولیاء اللہ کے بھی قائل ہیں[۳۸] جب کہ یہ طبقہ سرے سے اولیاء اللہ ہی کا قائل نہیں۔

۸۔ آپ اولیاء اللہ کے تصرفات کے بھی قائل ہیں[۳۹] جب کہ یہ طبقہ ان کو محتاج اور مجبور محض سمجھتا ہے۔

۹۔ آپ ان حضرات عالیہ کے وسیلے کے بھی قائل ہیں[۴۰] جبکہ یہ طبقہ سرے سے وسیلہ کا قائل ہی نہیں۔

۱۰۔ آپ محافل عرس میں خود شریک ہوتے تھے[۴۱] جب کہ یہ طبقہ سرے سے عرس کا قائل ہی نہیں۔

۱۱۔ آپ اولیاء اللہ کی قبور کی چادر کو تبرک سمجھتے تھے[۴۲] جبکہ یہ طبقہ قبروں سے چادریں اٹھا کر پھینکتا ہے۔

۱۲۔ آپ ایصالِ ثواب کے بھی قائل ہیں[۴۳] جب کہ یہ طبقہ ایصال ثواب کو منع کرتا ہے۔

۱۳۔ آپ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کے قائل ہیں[۴۴] جب کہ ایک طبقہ سرے سے تقلید ہی کا قائل نہیں۔

الغرض کس کس بات کو بیان کیا جائے؟......ایک مطلب کی بات کو لے لینا اور باقی کا ذکر ہی نہ کرنا، نہ دانائی ہے نہ معقولیت......

○

جب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنا محبوب بنالیتا ہے تو دلوں میں محبت ڈالدیتا ہے، پھر محبت کرنے والے محبت کرتے ہیں، اس کی شان میں منقبت لکھتے ہیں، اس کی سوانح مرتب کرتے ہیں، اس کے ملفوظات جمع کرتے ہیں، اس کی کرامات قلم بند کرتے ہیں...... اس کی باتیں زمانے والوں اور آگے آنے والوں تک پہنچاتے ہیں۔ پھر وہ سوانح، ملفوظات و معمولات ایک زندہ حقیقت بن جاتے ہیں جو پڑھنے والوں کی اصلاح کرتے ہیں، ان کو بناتے اور سنوارتے ہیں اور ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہوجاتا ہے، چراغ سے چراغ جلتے رہتے ہیں...... قرآن کریم میں تحدیثِ نعمت کا حکم ہے، احسانات اور نعمتوں کو یاد کرنے اور بیان کرنے کی بار بار تاکید ہے[۴۵]...... عظیم انسان جو انسانوں کو بناتے ہیں اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہیں، اس نعمت کا ذکر و فکر ہونا چاہیے......

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی زندگی میں آپ کے مرید خاص اور خلیفہ خواجہ بدر الدین سرہندی علیہ الرحمۃ نے آپ کی پہلی سوانح ''سیر احمدی'' کے عنوان سے مرتب کی، جب ملاحظہ کے لیے پیش کی تو آپ نے پسند فرمائی اور دعاؤں سے نوازا، وہ دعائیں ایسی قبول ہوئیں کہ خواجہ بدر الدین سرہندی علیہ الرحمۃ لکھتے ہی چلے گئے...... ''سیر احمدی'' کے بعد ''کراماتِ اولیاء'' لکھی، پھر ''فتوح الغیب'' کا فارسی ترجمہ کیا، اصطلاح صوفیہ میں ایک کتاب ''روائح'' لکھی...... ''سیر احمدی'' سامان کے ساتھ چوری ہوگئی، دل ٹوٹ گیا، ۱۰۳۹ھ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں ''درجات الابرار'' لکھی، پھر اولیاء اللہ کے حالات پر ایک ضخیم کتاب ''مجمع الاولیاء'' لکھی جس میں ڈیڑھ ہزار اولیاء اللہ کے حالات زندگی ہیں، تاریخی نام ''منازل شیوخ'' (۱۰۴۴ھ) ہے[۴۶] بقول خواجہ بدر الدین علیہ الرحمۃ چند بے دین طلبہ نے ایک شیعہ گورنر کو خوش کرنے کے لیے اس میں مشاجرات صحابہ داخل کر دیے اور اس کو پایۂ اعتبار سے گرادیا۔ اس کتاب میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات بھی ہیں...... اس کتاب کے بعد شہزادہ داراشکوہ نے ''روضۃ النواظر'' کا ترجمہ کرایا پھر شیخ روزبہان باقلی کی تفسیر ''عرائس البیان'' کا ترجمہ کرایا جو ''حضرات القدس'' کی تکمیل (۱۰۵۸ھ) سے قبل ایک چوتھائی ہوچکا تھا...... یہ بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعاؤں کے ثمرات شیریں تھے کہ لکھنے بیٹھے تو لکھتے چلے گئے، سبحان اللہ

خواجہ بدرالدین سرہندی علیہ الرحمۃ نے ''سیر احمدی'' کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اکابر نقشبندیہ کے حالات پر ''حضرات القدس'' (حصہ اوّل و دوم) ۱۰۵۸ھ کے بعد مکمل کی۔ اس سے قبل حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ خواجہ محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمۃ نے ۱۰۳۱ھ میں برہان پور سے سرہند شریف آ کر دو سال ۱۰۳۳ھ تک قیام کیا اور حضرت خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم علیہما الرحمۃ کے ایماء پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات پر ''زبدۃ المقامات'' کے عنوان سے ایک کتاب لکھی، پھر سلسلہ نقشبندیہ کے متقدمین اولیاء کے حالات میں ''نسماۃ القدس من حضرات الانس'' لکھی......

''زبدۃ المقامات'' اور ''حضرات القدس'' حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو مستند ترین تذکرے ہیں، اس کے بعد بہت کچھ لکھا گیا۔ جس کی تفصیل کے لیے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔

صاحب ''روضۃ القیومیہ'' خواجہ محمد احسان مجددی سرہندی نے لکھا ہے:

> دوسرے مؤرخوں نے آں جناب کے دن رات کے احوال مفصل
> لکھے ہیں بلکہ ان حالات میں الگ الگ رسالے ہیں۔

(روضۃ القیومیہ، مطبوعہ لاہور، ج ا، ص ۳۲۱)

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پر لکھے جانے والی دوسری کتابوں کو چھوڑ کر ۱۰۹۴ھ تک خاندان مجددیہ کے شہزادوں اور معتقدین نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے دفاع میں جو رسائل قلم بند کیے ان کی تعداد تین سو ساٹھ (۳۶۰) تک پہنچ گئی تھی، ان میں تقریباً ۳۷ رسائل شہزادگان ہی نے لکھے تھے، جن کی تفصیل فاضل محقق پروفیسر محمد اقبال مجددی نے اپنے مقالے میں دی ہے جو ''جہان امام ربانی'' میں شامل ہے۔ چند رسائل کا یہاں بھی ذکر کیا جاتا ہے:

حضرت قیوم ثالث خواجہ محمد نقشبند، خواجہ محمد اشرف مجددی، حضرت شیخ سیف الدین، حضرت محمد صبغۃ اللہ، حضرت شیخ محمد ہادی سرہندی کے رسائل نہایت ہی اہمیت کے حامل تھے۔ اسی طرح ''رسالہ در ردِ مخالفین حضرت مجدد'' مؤلفہ حضرت عبدالاحد شاہ گل وحدت...... ''حل المغلقات فی الرد علیٰ اہل الضلالات'' مؤلفہ خواجہ محمد اشرف بن خواجہ محمد معصوم......، ''رسالہ رد منکران حضرت مجدد'' از خواجہ محمد صبغۃ اللہ سرہندی...... ''رسالہ رد مخالفین حضرت مجدد'' مؤلفہ شیخ محمد ہادی...... ''عطیۃ الوہاب الفاصلۃ بین الخطاء والصواب'' مؤلفہ شیخ محمد بیگ اوزبکی برہانپوری...... ''العرف الندی فی نصرۃ الشیخ احمد سرہندی'' مؤلفہ علامہ شیخ حسن بن

شیخ مرادمکی...... ''رسالہ دررد معترضین حضرت مجدد'' مؤلفہ خواجہ محمد یحییٰ...... ''رسالہ فی تائید حضرت مجدد الف ثانی'' مؤلفہ علامہ شیخ احمد البشیشی مصری شافعی...... ''رسالہ فی نفی رفع سبابہ'' مؤلفہ شیخ محمد فرخ بن خواجہ محمد سعید...... ''بہجۃ النظار فی براءۃ الابرار'' مؤلفہ مخدوم محمد معین ٹھٹھوی...... ''سبیل الرشاد'' مؤلف حضرت شیخ عبدالاحد وحدت شاہ گل...... ''رسالہ فی منع رفع سبابہ'' مؤلفہ حضرت شاہ گل وحدت سرہندی...... ''رسالہ در منکران حضرت مجدد'' مؤلفہ شیخ محمد مراد کاشمیری...... ''مواہب القیوم فی تائید احمد و معصوم'' مؤلفہ شافی الحال سرہندی...... ''شواہد التجدید'' مؤلفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی...... ''رسالہ خلت'' مؤلفہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی...... ''المقدمۃ السنیۃ فی انتصار الفرقۃ السنیہ'' مؤلفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی...... ''رسالہ احقاق'' مؤلفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی...... ''رسالہ در جواب شبہات برکلام امام ربانی'' مؤلفہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی...... ''رد شبہات پلید نابکار'' مؤلفہ نظام الدین شکار پوری...... ''رسالہ دراعتراضات'' مؤلفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی...... ''حواشی بر رسالہ اعتراضات شیخ عبدالحق دہلوی'' مؤلفہ شاہ عبدالعزیز دہلوی...... ''رسالہ رد اعتراضات شیخ عبدالحق'' مؤلفہ شاہ غلام علی دہلوی...... ''رسالہ فی رفع المطاعن عن الامام الربانی و اولادہ'' مؤلفہ مولانا عبداللہ آفندی مکہ معظمہ...... ''الکلام المنجی برد ایرادات البرزنجی'' مؤلفہ مولوی وکیل احمد سکندر پوری...... ''انوار احمدیہ'' مؤلفہ مولانا وکیل احمد سکندر پوری...... ''ہدیہ مجددیہ'' مؤلفہ مولانا وکیل احمد سکندر پوری...... ''رسالہ فی بشارۃ لاہل الاشارہ'' مؤلفہ مہر علی نواز پوری...... ''حضرت مجدد اور ان کے ناقدین'' مؤلفہ مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددی...... ''دلائل التجدید'' مؤلفہ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی...... ''رسالہ فی منع رفع سبابہ'' مؤلفہ خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی[۴۷]...... ''المفاضلۃ بین الانسان والکعبہ'' مؤلفہ مولانا محمد امین بدخشی...... ''کشف الغطا'' مؤلفہ شیخ محمد فرخ بن خواجہ محمد سعید سرہندی جیسے علمی رسالوں سے حضرت مجدد اور ان کی اولاد کے نظریات پر اعتراضات کا دفاع کیا گیا۔

مکتوبات شریف پر نقد و نظر کا سلسلہ گزشتہ صدی تک جاری رہا اور شاید اندرون خانہ اب بھی جاری ہو۔ افسوس یہ ہے کہ اس تحریک میں اہلِ سنت و جماعت کے بعض مراکز بھی شامل رہے (جہان رضا، لاہور، فروری ۲۰۰۳ء، ص ۴۸)...... بعض علماء نے مکتوبات شریف کو عارفانہ نظر سے نہ دیکھا بلکہ ناقدانہ نگاہ سے دیکھا......

بہرحال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افکار و خیالات سے اختلاف کی یہ وجوہات ہوسکتی ہیں:

۱......آپ کی فکری بلندیوں اور تحقیق کی گہرائیوں تک عدم رسائی

۲......مخلصانہ تحقیق و تلاش حق

۳......معاندین کی تہمت طرازیاں

۴......شراب علم کی مستی

۵......حضرت مجدد الف ثانی کے مقام و مرتبہ سے عدم واقفیت

۶......خانقاہی عصبیت

۷......مردان حق کے حضور ادب و احترام سے محرومی

''روضۃ القیومیہ'' میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات پر لکھی جانے والی ان کتابوں کا بھی ذکر کیا ہے:

''کواکب الدریہ، حجت الاحمدیہ، تجدیدیہ، نجم الہدیٰ، ترویجیہ، مکتوبات معصومیہ، مقامات معصومیہ، حسنات الحرمین، مقامات نقشبندی'' وغیرہ (روضۃ القیومیہ، ج اول، ص ۱۹، ۲۰، لاہور)

شارح ''عقیدۃ الطحاوی'' نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا ہے...... مکتوبات امام ربانی میں کشف سے متعلق ایک عبارت کی توضیح و تشریح میں شیخ عبد الغنی نابلسی علیہ الرحمۃ نے ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس کا عنوان ہے: نتیجۃ العلوم و نصیحۃ علماء الرسوم جس کے دو قلمی نسخے مکتوبہ ۱۱۵۷ھ م اور ۱۱۱۲ھ م (نمبر ۵۵۵۵ و ۲۰۰۸) دمشق کے مکتبہ اسد میں موجود ہیں۔

علامہ آلوسی نے تفسیر ''روح المعانی'' میں بڑی عقیدت سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا ہے اور مکاتیب شریفہ کے عربی تراجم بھی پیش کیے ہیں [۲۸] مرزا مظہر جان جاناں، شاہ غلام علی، قاضی ثناء اللہ پانی پتی [۲۹] شاہ ولی اللہ محدث دہلوی وغیرہ نے اپنی تصانیف اور مکاتیب میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا ہے اور تو اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے خواجہ سیف الدین

علیہ الرحمۃ کے سلسلے کے مشہور و معروف بزرگ شیخ خالد کردی علیہ الرحمۃ[۵۰] کی مدافعت میں مشہور فقیہ علامہ ابن عابدین شامی نے ایک رسالہ قلم بند فرمایا جس کا عنوان ہے:

سل الحسام الہندی لنصرۃ مولانا خالد الکردی[۴۹]

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر بکثرت عربی، فارسی، اردو، انگریزی کتابوں میں ملتا ہے مثلاً مندرجہ ذیل فضلاء نے اپنی انگریزی کتابوں اور مقالات میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا ہے: سید فیاض محمود[۵۱] جی۔ الانا، جان اے۔ سبحان[۵۲] پروفیسر عزیز احمد[۵۳] ڈاکٹر اے۔ ایم رضوی[۵۴] محمد مجیب[۵۵] جمیل احمد[۵۶] وغیرہ وغیرہ۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مآخذ و مراجع کا تحقیقی جائزہ خود ایک ضخیم مقالے کا متقاضی ہے، کوئی فاضل اس طرف توجہ فرمائیں، راقم نے بالکل سرسری جائزہ پیش کیا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دائرۂ ہدایت و ارشاد بہت ہی وسیع تھا، مغرب سے مشرق اور جنوب سے شمال مثلاً ترکیہ، قازان، تاتارستان، باشقرستان، قفقازات، جزیرہ نمائے کریمیہ، خوارزم، آذربائیجان، وسطی ایشیاء، حجاز، یمن، بغداد، شام، مصر، ترکستان مشرق، سرزمین چین، بدخشاں، بخارا، سمرقند، اصفہان، استانبول، تبریز، مکہ معظمہ، بنگال، کشمیر، لاہور، دہلی، جنوبی مشرقی ایشیاء، وغیرہ وغیرہ......

آپ نے مختلف ممالک میں اپنے خلفاء کی سربراہی میں مندرجہ ذیل سنین میں وفود بھیجے مثلاً یہ خلفاء:

۱......مولانا صالح کولابی (طالقان)، ۱۰۱۵ھ/۱۶۰۶ء
۲......مولانا قاسم علی (ماوراء النہر)، ۱۰۱۵ھ/۱۶۰۶ء
۳......شیخ حمید اللہ (بنگال)، ۱۰۲۲ھ/۱۶۱۳ء
۴......خواجہ میر محمد نعمان (دکن)، ۱۰۱۷ھ/۱۶۰۸ء
۵......مولانا محمد قاسم (ترکستان)، ۱۰۲۶ھ/۱۶۱۷ء
۶......مولانا فرخ حسین (یمن، شام، روم)، ۱۰۲۶ھ/۱۶۱۷ء
۷......مولانا محمد صادق کابلی (کاشغر)، ۱۰۲۶ھ/۱۶۱۷ء
۸......شیخ احمد برکی (توران، بدخشان، خراسان)، ۱۰۲۶ھ/۱۶۱۷ء
۹......شیخ بدیع الدین (لشکر شاہی)، ۱۰۲۷ھ/۱۶۱۸ء

کراچی یونیورسٹی کے رئیس کلیۂ معارف اسلامیہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید کی کتاب ''اسلامی تصوف اور صوفیائے سرحد''[۵۷] (کراچی ۱۹۹۷ء، ص ۲۲۰۔۲۲۱) کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۴۱ معتبر مریدین پر مشتمل ایک وفد اپنا مکتوب شریف دے کر صوبۂ سرحد کے عارف کامل حضرت رحمکار عرف بابا صاحب (۹۸۳ھ-۱۰۶۳ھ) کے پاس بھیجا تھا۔ حضرت بابا صاحب نے وفد کی پذیرائی فرمائی اور شیخ جمال الدین علیہ الرحمۃ سے مکتوب شریف کا جواب لکھوا کر وفد کے سپرد کیا۔ اس واقعہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاموش طریقۂ تبلیغ اور دائرۂ تبلیغ کا اندازہ ہوتا ہے۔

* * *

برصغیر کے مسلمانوں کے معاشرتی اور مذہبی حالات نہایت ناگفتہ بہ تھے، حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی توجہ بادشاہوں، وزراء و امراء کی طرف مبذول کی کہ ان کی خرابی سے سارا جہاں خراب ہوتا ہے۔ اکبر بادشاہ اور اس کے وزراء، جہاں گیر بادشاہ اور اس کے وزراء اُن کے خصوصی اہداف تھے۔ آپ نے اکبر بادشاہ کے وزراء کی اصلاح کی' جس کا نتیجہ جہاں گیر بادشاہ کے زمانے میں ظاہر ہوا۔ پھر جہاں گیر بادشاہ کے زمانے میں جو کوشش کی گئی اس کا نتیجہ خود جہاں گیر کے عہدِ حکومت اور اس کے بیٹے شاہجہاں بادشاہ کے عہدِ حکومت میں نظر آیا' جو اس کے بیٹے اورنگ زیب عالم گیر بادشاہ کے عہدِ حکومت میں شباب تک پہنچا......

جہاں گیر بادشاہ کا ۲۸ صفر المظفر ۱۰۳۷ھ/ ۸ نومبر ۱۶۲۷ء میں انتقال ہوا۔ جب شاہجہاں بادشاہ پورے برصغیر پر غالب ہوگیا تو ایک روایت کے مطابق خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کی خدمت میں سرہند شریف حاضر ہوا، خواجہ موصوف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحب زادے اور جانشیں تھے الانوار القدسیه فی مناقب سادات النقشبندیه کے مصنف لکھتے ہیں: خواجہ محمد معصوم سے لاکھوں کی تعداد میں لوگوں نے فیض حاصل کیا (الانوار القدسیه، مطبوعہ مصر، ص ۱۹۰) شاہجہاں بادشاہ نے سرہند شریف میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایصال ثواب کے لیے سات روز تک لنگر تقسیم کیا اور صبح و شام حلقے میں حاضر رہا[۵۸] رجب المرجب ۱۰۷۶ھ یکم فروری ۱۶۶۶ء کو شاہجہاں بادشاہ کا انتقال ہوا' اور تاج محل میں اپنی ملکہ ارجمند بانو المعروف بہ ممتاز محل کے پہلو میں دفن ہوا۔ اورنگ زیب عالم گیر بادشاہ پہلے ہی خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ سے بیعت ہو گئے تھے۔ آپ کے صاحب زادے خواجہ سیف الدین علیہ الرحمۃ صوفی سعد اللہ کابلی کے نام ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:۔

مخفی نہ ماند بادشاہ بدخول طریقۂ علیہ مشرف گشتہ بسیار متاثر گشت، سہ صحبت با حضرت ایشان (خواجہ محمد معصوم) داشت، چوں شاہجہاں وفات یافت بہ جہت ضرر متوجہ اکبر آباد گشت[59]

ترجمہ: مخفی نہ رہے کہ بادشاہ (اورنگ زیب عالم گیر) سلسلہ عالیہ (نقشبندیہ) میں داخل ہوکر بہت ہی متاثر ہوئے۔ حضرت (خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ) سے تین ملاقاتیں ہوئیں، چوں کہ شاہجہاں کا انتقال ہوگیا اس لیے (دہلی سے) فتنہ وفساد کے اندیشہ سے اکبر آباد تشریف لے گئے......

خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ سے اورنگ زیب عالم گیر علیہ الرحمۃ کے قلبی تعلق کا اظہار ان خطوط سے بھی ہوتا ہے جو آپ نے بادشاہ اورنگ زیب کے نام تحریر فرمائے ہیں...... یہ خطوط بادشاہوں کے نام خطوط سے قطعاً مختلف ہیں کیونکہ ان کی غرض نہ بادشاہ کی تعریف وتوصیف تھی نہ کوئی ضرورت واحتیاج...... ''مکتوبات معصومیہ'' کی تینوں مجلدات کے یہ مکاتیب بادشاہ اورنگ زیب عالم گیر کے نام ہیں:۔

۱۔ مکتوبات معصومیہ، جلد اول، مطبوعہ کراچی مکتوب نمبر ۶۴
۲۔ مکتوبات معصومیہ، جلد دوم، مطبوعہ کراچی، مکتوب نمبر ۵
۳۔ مکتوبات معصومیہ، جلد سوم، مطبوعہ کراچی، مکتوب نمبر ۱۲۲، ۲۲۷، ۲۳۱

خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کے بعد ان کے صاحب زادے خواجہ سیف الدین علیہ الرحمۃ جب دہلی تشریف لائے تو بادشاہ اور شہزادگان کے علاوہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے نواسے مولانا محمد محسن اور مسجد فتحپوری، دہلی کے امام وخطیب مولانا عبدالرؤف[60] صاحب اور بکثرت مخلوق بیعت ہوئی[61] خواجہ سیف الدین علیہ الرحمۃ سے اورنگ زیب عالمگیر، شہزادہ معظم، شہزادی روشن آراء بیگم کے جو قلبی روابط تھے اس کا اندازہ مکتوبات سیفیہ (مطبوعہ حیدرآباد، سندھ) کے مطالعے سے ہوتا ہے جو راقم نے اس مجموعے کے ایک مقالے میں نقل کردیے ہیں، تفصیل یہ ہے:

(ا) بادشاہ اورنگ زیب عالم گیر کے نام خطوط۔ مکتوب نمبر ۶، ۲۰، ۲۲، ۲۳، ۲۶، ۲۹، ۵۶، ۵۷، ۵۹، ۶۰، ۶۷، ۷۲، ۷۶، ۸۰، ۱۶۱، ۱۶۴، ۱۸۶،

(۲) شہزادہ معظم کے نام خطوط۔ مکتوب نمبر ۵۲، ۱۷۶

(۳) شہزادی روشن آرا کے نام خطوط۔ مکتوب نمبر ۷، ۹، ۱۰، ۱۱، ۲۰، ۴۴، ۴۶، ۶۲، ۷۷

◆

ان خطوط کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ بادشاہ، شہزادے اور شہزادیاں آپ کی باطنی صحبت اور توجہ کی برکت سے کیا سے کیا بن گئے، تاریخ اسلام میں اس کی نظیر فقیر کے علم میں نہیں...... حضرت خواجہ سیف الدین علیہ الرحمۃ کے ذریعے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی خوب اشاعت ہوئی، آپ کے خلیفہ شیخ نور احمد بدایونی علیہ الرحمۃ ہوئے، ان کے خلیفہ مرزا مظہر جان جاناں علیہ الرحمۃ ہوئے، ان کے خلیفہ شیخ محمد خالد کردی علیہ الرحمۃ ہوئے۔ سلسلہ مجددیہ پھیلتا گیا، چراغ سے چراغ جلتے گئے...... قرآن کریم میں کیسی پیاری تشبیہ دی ہے:۔ کلمة طيبة كشجرة طيبة اصلها ثابت و فرعها في السمآء [۴۶]

مرزا مظہر جان جاناں علیہ الرحمۃ کس شان کے ولی کامل تھے ان کا تعارف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی زبانی سنیئے:۔

> ہندوستان کے لوگوں کے حال ہم سے پوشیدہ نہیں کہ یہیں کی پیدائش ہے اور یہیں عمر بسر ہوئی، ملک عرب کو خود دیکھا اور اس کی سیاحت کی ہے، افغانستان اور ایران کے لوگوں کے حالات وہاں کے معتبر لوگوں کی زبانی سنے ہیں، اس سب کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوا کہ کوئی ایسا بزرگ جو جادۂ شریعت اور طریقت پر اور کتاب و سنت کی پیروی میں ان کی طرح استوار مستقیم ہو اور اس کی توجہ اتنی قوی ہو۔ ہمارے دور میں ان ملکوں میں سے کسی ملک میں جن کا اوپر ہم نے تذکرہ کیا پایا نہیں جاتا اور ماضی اور بزرگان سلف ہو سکتا ہے بلکہ سچ پوچھیے تو ہر زمانہ میں ایسے بزرگ زیادہ تعداد میں پائے نہیں جاتے' چہ جائیکہ ایسے زمانے میں جو فتنہ و فساد سے پُر ہے [۶۳]۔

خانقاہ مظہریہ، دہلی میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی اہم خانقاہ تھی اور ہے۔ اس کا فیضان ساری دنیا میں پھیلا، ابوالحسن علی ندوی نے اس خانقاہ کا نقشہ یوں کھینچا ہے:۔

> دہلی کی مشہور خانقاہ جو مرجع عرب و عجم تھی اور جس کی مسند پر اپنے اپنے وقت میں خواجہ سیف الدین، مرزا مظہر جان جاناں، حضرت شاہ غلام علی، حضرت شاہ احمد سعید متمکن رہے آپ ہی کے سلسلے کی تھی، اس خانقاہ سے مولانا خالد الکردی، حضرت شاہ غلام علی سے سلسلہ کو لے کر شام، ترکی پہنچے جن کا سلسلہ عراق، شام، کردستان اور ترکی میں شہر شہر اور گھر گھر پھیلا[٦٤] ......

جیسا کہ عرض کیا گیا خانقاہ مظہریہ میں مرزا مظہر جان جاناں علیہ الرحمۃ کے جانشین عارف کامل حضرت شاہ غلام علی علیہ الرحمۃ ہوئے جن کا آنکھوں دیکھا حال ان کے ایک معاصر سر سید احمد خان کی زبانی سنیئے:

> میں نے حضرت کی خانقاہ میں اپنی آنکھ سے روم، شام، بغداد، مصر، ختن اور حبش کے لوگوں کو دیکھا ہے کہ حاضر ہو کر بیعت کی اور خدمت خانقاہ کو سعادت ابدی سمجھے اور قریب قریب کے شہروں کا مثل ہندوستان، پنجاب اور افغانستان کا تو کچھ ذکر نہیں کہ ٹڈی دل کی طرح امنڈتے تھے، حضرت کی خانقاہ میں پانچ سو (٥٠٠) فقیر سے کم نہیں رہتا اور سب کا روٹی کپڑا آپ کے ذمہ تھا[٦٥]۔

شیخ خالد کردی علیہ الرحمۃ اس خانقاہ کے فیض یافتہ تھے اور حضرت شاہ غلام علی علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کے واسطے سے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ یورپ، ایشیا اور افریقہ میں پھیلا، اب آپ کے سلسلہ کے فیض یافتہ امریکہ میں بھی ہیں۔ آپ سے استفادہ کے لیے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ بھی حاضر ہوتے تھے۔ بغداد شریف میں جب آپ کا فیض عام ہوا تو ایک لاکھ عقیدت مند حلقہ بگوش ہوئے اور ایک ہزار متبحر علماء داخل سلسلہ ہوئے جو آپ کے حضور دست بستہ کھڑے رہتے کیونکہ انہوں نے یہاں وہ دیکھا جو کہیں نہ دیکھا نہ سنا...... حضرت شیخ خالد کردی علیہ الرحمۃ، سجادہ نشین خانقاہ مظہریہ شاہ ابو سعید علیہ الرحمۃ کے نام ایک مکتوب شریف میں تحریر فرماتے ہیں:۔

> تمام مملکت روم، عرب اور حجاز و عراق اور بعض ممالک عجم اور سارا کردستان طریقۂ عالیہ نقشبندیہ کی تاثیرات و جذبات سے سرشار ہے اور شب و روز محافل و مجالس مساجد و مدارس میں حضرت امام ربانی

> مجدد منوّرہ الف ثانی قدسرہٗ کے محاسن و محامد کا ذکر اس طرح ہر چھوٹے بڑے کی زبان پہ ہے کہ اس کا گمان نہیں ہوسکتا کہ کبھی کسی ملک میں اور کسی وقت گوش زمانہ نے ایسا زمزمہ سنا ہو یا چشمِ فلک نے ایسی رغبت اور ایسا اجتماع دیکھا ہو[۲۶]۔

آج بھی شیخ خالد نقشبندی علیہ الرحمۃ کی آرام گاہ دمشق (شام) میں شیخ احمد کفتارو کی تحریک احیاء اسلام سے خواتین بہت متاثر ہیں۔ وہ شیخ محی الدین ابن العربی اور شیخ خالد نقشبندی کے مزارات کے قریب ابوالنور اسلامک سینٹر میں ہزاروں کی تعداد میں جمع ہوتی ہیں، چادر اوڑھے ہوے اور چہرہ ڈھانکے ہوے۔ جہاں حمد و نعت کے بعد شیخ احمد کفتارو کا سہ پہر کو درس شروع ہوتا ہے جو کئی گھنٹے جاری رہتا ہے، ایک مغربی فاضلہ *Annabelle Bottcher* نے لکھا ہے:

> *It has a strong influence of female Islamization ------ of Kurdish women in contemporary sufism in Syria ---- 2002*

شیخ احمد کفتارو کے اجداد میں شیخ عبدالقادر خانی، شیخ خالد نقشبندی کے قریبی ساتھی تھے۔۔۔

شیخ احمد کفتارو کی بیٹی ام نبیل بھی دمشق میں نقشبندی مسجد کے قریب اپنے مرکز بیت العمر میں ہر بدھ کو خواتین کی ذکر کی محفل منعقد کرتی ہیں، جہاں استقبالیہ کمرے میں شیخ خالد نقشبندی کے روضہ شریف کی بڑی سی تصویر آویزاں ہے۔ شیخ خالد نقشبندی کے متعلق فاضلہ موصوفہ کا خیال ہے:

> *Shaykh is one of the most prominent Shaykhs of Naqshband Sufi order ----- Histomb in located at the foot of mount Qasyun in Damascus.*

(Islamic Teaching Transmision of Islamic Knowlege in Syria,2002)

بیت العمر میں جب ذکر کی محفل ہوتی ہے تو کوئی مرد اندر داخل نہیں ہوسکتا حتی کہ گھر کے مرد بھی اندر نہیں آسکتے۔ ساری عورتیں چادر لپیٹے یا رومال سے چہرہ چھپائے رہتی ہیں۔

ذکر کی محفل میں حمد و نعت کے بعد اسماء حسنیٰ، شیخ سعدی وغیرہ کا ورد ہوتا ہے اور محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوتی ہے۔

ذکر وفکر کے حوالے سے کم وبیش تمام ہی سلاسل طریقت متحرک ہیں مگر احیائے اسلام کے حوالے سے عالم اسلام بلکہ پوری دنیا میں سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ نہایت فعال اور ممتاز ہے۔ پچھلی چار صدیوں میں اس سلسلے کے مشائخ نے احیاء اسلام میں جو کردار ادا کیا ہے وہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔

ابوالحسن علی ندوی نے بارھویں صدی ہجری کی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی خانقاہوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

> بارہویں صدی کے نصف اوّل ہی میں ہندوستان سے ترکستان تک مجددی خانقاہیں اور ہدایت وارشاد کے مرکز قائم ہو چکے تھے۔ سلسلہ مجددیہ کے مشائخ اور علماء نے مکتوبات کے مستند عربی ترجمے کے بیشتر نسخے اسلامی ممالک میں پھیلا دیے تھے۔ شیخ محمد مراد مکی نے حضرت مجدد اور ان کی اولاد و احفاد اور ان کے سلسلے کے عرب و ترک مشائخ کا عربی میں تعارف کرایا جو ''ذیل الرشحات'' کے نام سے شائع ہوا ہے۔ نیز مکتوبات کا ترجمہ بھی کیا جو ''الدررالمکنونات النفیسہ'' کے نام سے شائع ہوا۔ اور محمد نور الدین بیگ اوزبکی کا عربی رسالہ ''عطیۃ الوھاب الفاصلۃ بین الخطاء والصواب'' بھی شائع ہوا۔ اور مکتوبات کی ممالک عربیہ اور ترکی میں ایسی اشاعت ہوئی کہ تمام غلط فہمیاں رفع ہوئیں...... سرآمد علمائے روزگار علامہ شہاب الدین محمود آلوسی البغدادی (م۔ ۱۲۷۰ھ) اپنی شہرہ آفاق تفسیر ''روح المعانی'' میں مجدد صاحب کا بڑے احترام سے نام لیتے ہیں اور مکتوبات کے بکثرت اقتباسات پیش کرتے ہیں ۶۷۔

بقول شیخ محمد معصوم نقشبندی (ہوسٹن، ٹیکساس، امریکہ)' علامہ ابن عابدین شامی (م۔ ۱۲۵۰ھ) اور علامہ محمود آلوسی (م ۱۲۷۰ھ) مولانا خالد نقشبندی علیہم الرحمۃ کے مرید اور خلیفہ تھے۔

بلاشبہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ عرب دنیا میں بہت پھلا پھولا، سلسلہ نقشبندیہ بہت پہلے عرب دنیا میں پہنچ چکا تھا، سلسلۂ نقشبندیہ کے عظیم بزرگ حضرت کمال الدین محمد یمانی علیہ الرحمۃ نے پچاس برس تک

مسجد نبوی شریف میں درس حدیث دیا۔ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی علیہ الرحمۃ نے پانچ برس تک سماعت حدیث کا شرف حاصل کیا ہے۔ (عبدالحیٔ: نزہۃ الخواطر، ج ۱، ص ۱۲۰۔۱۲۱) سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا عرب دنیا میں اثر و رسوخ اس کا تسلسل معلوم ہوتا ہے۔ کئی عرب مشائخ و علماء حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ ہوئے مثلاً

○...... شیخ عبدالعزیز نحوی حنبلی
○...... شیخ عثمان یمنی
○...... شیخ علی مالکی
○...... شیخ سید علی بن عبدالقادر طبری علیہم الرحمۃ؟ وغیرہ وغیرہ

اس طرح آپ کے فرزند و جانشین خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کے عرب دنیا میں علماء و مشائخ خلفاء ہوئے مثلاً:

○...... شیخ سید مراد بن علی مرادی (م۔ ۱۱۳۲ھ/۱۷۲۰ء)
○...... شیخ احمد بن خلیل یک دست (م۔ ۱۱۱۹ھ/۱۷۰۷ء)
○...... شیخ زین العابدین مدنی
○...... شیخ عبداللہ مغربی
○...... شیخ علی یمنی
○...... شیخ عمر شافعی یمنی وغیرہ وغیرہ

بارھویں صدی ہجری کے دوسرے عرب مشائخ نقشبندیہ مجددیہ میں ان حضرات کے نام ملتے ہیں:

○...... شیخ عبدالرحمٰن بن تاج الدین تاجی۔ (م۔ ۱۱۱۶ھ/۱۷۰۴ء)
○...... شیخ عبدالحیٔ بن علی غزنی (م۔ ۱۱۳۷ھ/۱۷۲۵ء)
○...... سید علی بن حسین رومی (م۔ ۱۱۴۷ھ/۱۷۳۴ء)
○...... شیخ مصطفیٰ بن کمال الدین بکری (م۔ ۱۱۶۲ھ/۱۷۴۹ء)
○...... شیخ سید محمد بن محمد مراد مرادی (م۔ ۱۱۶۹ھ/۱۷۵۵ء)
○...... شیخ احمد بن علی منینی (م۔ ۱۱۷۲ھ/۱۷۵۹ء)

○...... شیخ عبداللہ باحسین علوی سعاف۔

○...... شیخ محمد بن عقیلہ مکی (م ۱۱۵۰ھ/ ۸-۱۷۳۷ء) (استاد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

○...... شیخ مشیخ بن علوی باعبود مدنی (م ۱۱۶۹ھ/ ۱۷۵۵ء) وغیرہ وغیرہ

ایک فاضل، دنیائے عرب کے علماء و مشائخ نقشبندیہ مجددیہ پر ایک ضخیم مقالہ قلم بند کر رہے ہیں جو تین حصوں پر مشتمل ہوگا۔ پہلا حصہ ''عہد مجددی سے لے کر بارھویں صدی ہجری تک علماء و مشائخ کے حالات'' پر مشتمل ہوگا۔ دوسرا حصہ ''تیرھویں صدی ہجری کے علماء و مشائخ کے حالات'' پر مشتمل ہوگا اور تیسرا حصہ ''چودھویں صدی ہجری سے لے کر اب تک کے عرب علماء مشائخ نقشبندیہ مجددیہ'' پر مشتمل ہوگا۔ اس طرح مقالہ دو سو (۲۰۰) سے زیادہ عرب علماء و مشائخ کے حالات پر محیط ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ......

حقیقت یہ ہے کہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ دنیا کے ہر گوشے میں پھیلا ہوا ہے۔ نیویارک (امریکہ) سے تھوڑے فاصلے پر بابا صلاح الدین نقشبندی مجددی کی خانقاہ ہے، جن کا تعلق سری لنکا سے ہے، لیکن انھوں نے مقامی امریکن کو بہت متاثر کیا۔ آج بھی ان کی خانقاہ سکون و طمانیت کا مرکز اور مرجع خاص و عام ہے۔ ٹیکساس (امریکہ میں) ایک فاضل اور سن رسیدہ نقشبندی مجددی بزرگ خواجہ محمد معصوم مدظلہ العالی تشریف رکھتے ہیں۔ کینیڈا میں بھی ایک نقشبندی مجددی بزرگ فیضان رساں ہیں۔۔۔ جس گوشے کی طرف نظر جاتی ہے، پھیلتی چلی جاتی ہے اور علماء و مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کا ایک جہاں نظر آتا ہے۔ اور قابل توجہ بات یہ ہے کہ ان مشائخ نقشبندیہ مجددیہ میں اکثر جید علماء اور صاحب تصانیف کثیرہ بزرگ ہیں، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

○

سلسلہ نقشبندیہ بنیادی طور پر وسط ایشیاء کا سلسلۂ طریقت ہے جس نے پورے عالم اسلام کو متاثر و متحرک کیا ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ برصغیر سے اسلامی دنیا کے مختلف علاقوں میں پہنچا۔ مولانا خالد کردی بغدادی نے مشرق وسطیٰ کا سفر کیا اور وہاں اپنے خلفاء کا جال بچھا دیا۔ عرب علاقوں میں، کردستان، کرغستان اور اناطولیہ وغیرہ ہیں۔ شیخ شامل جنھوں نے کمیونسٹوں کی سخت مزاحمت کی وہ نقشبندیہ خالدیہ طریقے سے منسلک تھے۔۔۔ (ڈاکٹر احمد مرزا، ڈائریکٹر نقشبندی فاؤنڈیشن فار اسلامک ایجوکیشن، ایری زونا، امریکہ)

سلاسل طریقت مختلف مشائخ کی نسبتوں سے مشہور ہوئے۔ مشہور سلاسل قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ مندرجہ ذیل مشائخ سے منسوب ہوئے:

۱۔	قادریہ	شیخ عبدالقادر جیلانی	(م۔ ۵۶۱ھ/۱۱۶۶ء)
۲۔	سہروردیہ	شیخ عبدالقادر ابونجیب شہاب الدین سہروردی	(م۔ ۵۶۳ھ/۱۱۶۸ء)
۳۔	چشتیہ	خواجہ معین الدین چشتی	(م۔ ۶۳۳ھ/۱۲۳۶ء)
۴۔	نقشبندیہ	خواجہ بہاء الدین نقشبند	(م۔ ۷۹۱ھ/۱۳۸۹ء)

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلاسل طریقت میں قادریہ، سہروردیہ، چشتیہ، نقشبندیہ کے علاوہ بھی شاخیں ہیں: چشتیہ، نظامیہ، مجددیہ، سہروردیہ، شہابیہ مجددیہ، سہروردیہ کبرویہ مجددیہ، مداریہ مجددیہ، قلندریہ مجددیہ وغیرہ۔۔۔۔

(''سلاسل ستہ'' صوفی رضا خاں مروت، براھمن اسٹیم پریس، لاہور ۱۳۳۳ھ، ص ۵۔۳۲)

بقول پروفیسر کیمبرج یونیورسٹی عبدالحکیم مراد: کمیونسٹ دورِ حکومت میں ازبکستان میں مشائخ نقشبندیہ نے نہایت رازداری سے طریقۂ نقشبندیہ کو محفوظ رکھا۔ (مکتوب مورخہ ۱۰ جنوری ۲۰۰۳ء بنام ڈاکٹر احمد مرزا)

مشرق میں مولانا خالد نقشبندی کا اثر سماٹرا تک جا پہنچا۔۔۔۔ آپ کے خلیفہ شیخ عبداللہ ارزنجانی کے مرید و خلیفہ شیخ اسمٰعیل (م۔ ۱۸۵۷ء) نے سلسلۂ خالدیہ کو سماٹرا میں پھیلایا۔ خالدیہ سلسلے کے دوسرے شیخ عبدالوہاب روکان (م۔ ۱۹۲۶ء) نے سماٹرا میں ۱۸۸۳ء میں ''باب الاسلام'' قائم کیا۔ دونوں حضرات نے ڈچ کے نو آبادیاتی نظام کے خلاف ملایا کے مسلمانوں کی حفاظت کی۔ بیسویں صدی میں سلسلۂ خالدیہ انڈونیشی مجمع الجزائر میں داخل ہو گیا۔ (پروفیسر عبدالحکیم مراد۔۔۔۔ پیش لفظ ''تصوف کیا ہے، طریقۂ نقشبندیہ کیا ہے؟'')

اس وقت برِ اعظم ایشیا، افریقہ، یورپ اور امریکہ میں بکثرت نقشبندیہ مجددیہ خانقاہیں ہیں، اور مشائخ کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے۔ صرف ایشیاء کے ایک ملک پاکستان کے ایک صوبہ سندھ کے مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کی معلومہ تعداد ۲۲۵ ہے انہیں صوفیہ میں قاضی احمد دمائی کے پوتے خواجہ محمد زماں ثانی عالمی شہرت کے مالک تھے یمن کے محدث مخدوم محمد عابد سندھی آپ کے مرید و معتقد تھے۔۔۔۔۔ الیانع الجنی (عربی) میں آپ کا یہ ارشاد بھی ہے: ''میری آنکھوں نے خواجہ محمد زماں ثانی جیسا ولی نہیں دیکھا'' (مجلۂ کرمانوالۂ جنوری ۲۰۰۳ء ص ۲۵) ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر نے سندھ یونیورسٹی (سندھ پاکستان) سے ''صوبہ سندھ کے صوفیائے نقشبندیہ مجددیہ'' پر ڈاکٹریٹ کیا ہے۔ یہ مقالہ دو جلدوں میں شائع ہو چکا ہے جو

مجموعی طور پر بارہ سو صفحات پر مشتمل ہے[۶۸]۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ پوری دنیا میں سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کے متوسلین و منتسبین کی تعداد کتنی ہوگی؟

انابلے بوشر (Annabelle Bottcher) نے جرمنی میں سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ خالدیہ سے متعلق کئی مقالات اور کتابیں لکھی ہیں مثلاً

1. *Transmission of Islamic Knowledge in Syria.*
2. *Official Sunni and Shii Islam.*
3. *Politics of Islam in Syria.*

فاضلہ موصوفہ کا خیال ہے کہ جرمنی میں ۶۰ فیصد مسلمان سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ سے متاثر ہیں، وہ لکھتی ہیں کہ

> *My guess is that 60% of German Islam is Naqshbandi Mujaddidi influence.*

(ای میل مورخہ ۳ر جون ۲۰۰۳ء، برلن، جرمنی)

فاضلۂ موصوفہ نے لکھا ہے کہ ترک کردی مسلمانوں میں مندرجہ ذیل تین بڑی تحریکیں ہیں:

1. *The Nurce Movement of Said Nursi* (یہ جرمنی میں بہت قوی ہے)
2. *Mili Goersush Movement*
3. *Syleymanrcis Movement of Shaykh Hilmi Tunahan.*

> یہ تیسری بڑی تحریک ہے جس کے پیروکار ترک، کردی الاصل ہیں اور جرمنی میں اپنے تمام مراکز میں ''مکتوبات امام ربانی'' کا درس بھی دیتے ہیں اور ترجمہ بھی کرتے ہیں۔۔۔ میں نے برلن (جرمنی) میں ایک مرکز دیکھا ہے۔ اس تحریک کی خواتین کی بھی ایک طاقتور تحریک ہے۔ اور ترکی میں ان کی پرائیویٹ جامعات ہیں۔ اس تحریک کے لوگ عربی اور فارسی میں ''مکتوبات امام ربانی'' چھپواتے ہیں اور ترکی اور جرمنی میں فروخت کرتے ہیں۔ میں نے ایک ۔۔۔ سے ''مکتوبات امام ربانی'' کے عربی ترجمہ کی ایک کاپی خریدی تھی۔
>
> (ای۔ میل مورخہ ۳ر جون ۲۰۰۳ء، برلن)

عالمی طاقتیں خاص طور پر مجددی مشائخ سے خطرہ محسوس کرتی ہیں' اس لیے مجددی خانقاہوں اور مقابر کو مسمار کرنے کا سلسلہ جاری ہے، روس کے زمانے میں افغانستان میں خانقاہیں مسمار کی گئیں۔ اب حال ہی میں عراق کے علاقے کردستان میں جو ایران کے زیر حکومت ہے' نقشبندیہ مقابر کو مسمار کیا گیا۔ کردستان عراق اہل سنت و جماعت اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کا ایک اہم مرکز ہے۔ شیخ محمد معصوم نقشبندی کے برقی مکتوب گرامی سے تفصیلات معلوم ہوئیں[۷۹]۔ انہوں نے لکھا ہے کہ کردستان عراق میں مندرجہ ذیل نقشبندیہ مجددیہ مشائخ کے مقابر کو ایک ایسی جماعت نے مسمار کیا جس کو ایران اور سعودی حکومت کا تعاون حاصل ہے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

۱۔ شیخ عمر ضیاء الدین نقشبندی
۲۔ شیخ نجم الدین نقشبندی
۳۔ شیخ حسام الدین نقشبندی
۴۔ شیخ محمد علاء الدین نقشبندی

◆

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات و افکار اور خدمات پر کام کا آغاز جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے آپ کے عہد مبارک میں ہو گیا تھا۔ پھر یہ سلسلہ چلتا رہا اور عربی، فارسی اور اردو میں کتابیں شائع ہوتی رہیں۔ بعد میں آپ کے مکتوبات شریف کی تینوں جلدوں کا عربی ترجمہ ہوا جو محمد مراد منزلوی نے کیا۔ اس کا عنوان تھا الدرر المکنونات النفیسہ، یہ ترجمہ ۱۸۹۹ء میں مطبعۃ الامیریہ، مکہ مکرمہ سے شائع ہوا، سلطان عبدالحمید ثانی کے عہد حکومت میں مکہ معظمہ سے مکتوبات شریف کی اشاعت اس کی مقبولیت و محبوبیت کی نشانی ہے، پہلی جلد کے حاشیہ پر شیخ حسین کی کتاب الرحمة الهابطه فی تحقیق الرابطه ہے، دوسری جلد کے حاشیہ پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسالہ ''مبداء و معاد'' ہے، تیسری جلد کے حاشیہ پر محمد بیگ اوزبکی کا رسالہ عطیة الوهاب الفاصلة بین الخطاء والصواب ہے حال ہی میں لبنان سے مکتوبات امام ربانی کے عربی ترجمے کا ایک اور اڈیشن تین مجلدات میں شائع ہوا ہے جو دار الکتب العلمیہ' بیروت نے ۲۰۰۴ء میں شائع کیا ہے مصطفیٰ حسین عبدالہادی نے اس پر حواشی کا اضافہ کیا ہے......

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصل عربی مکتوبات شریف دار العلوم سلطانیہ (جہلم) کے فاضل

مولانا بدرالاسلام مرتب کر کے شائع کر رہے ہیں، ڈاکٹر فضل الرحمٰن (ڈائریکٹر ادارہ تحقیقات اسلامی، کراچی) نے مکتوبات شریف کے منتخبات کا انگریزی ترجمہ کیا اور اس پر مقدمہ لکھا۔ یہ منتخب مکتوبات مندرجہ ذیل عنوان سے ۱۹۶۸ء میں اقبال اکادمی، کراچی نے شائع کیے۔

Selected Letters of Shaykh Ahmed

اقبال اکادمی، لاہور نے ۱۹۸۴ء میں پھر اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا۔ ۱۰۰ مکتوبات شریف کا انگریزی ترجمہ *Endless Bliss* کے عنوان سے استانبول (ترکی) سے عرصہ ہوا شائع ہو چکا ہے۔ مکتوبات شریف کے جزوی تراجم میں الطاف رحمانی (راولپنڈی ۱۳۱۴ھ/۱۸۹۷ء) درلاثانی (اعظم گڑھ ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء)۔

عبدالرحمٰن گوردیانی نے اپنے برقی مکتوب (۱۹/اپریل ۲۰۰۱ء) میں اطلاع دی ہے کہ وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ''مبداء و معاد'' کا انگریزی اور فرانسیسی میں ترجمہ کر رہے ہیں۔ امریکہ کے نومسلم فاضل پروفیسر ڈاکٹر آرتھر بیولر یوسف سالم نے بڑی تحقیق و کاوش سے مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی کا ایک اشاریہ مرتبہ کیا ہے جو اقبال اکادمی پاکستان، لاہور نے ۲۰۰۱ء میں شائع کر دیا ہے۔ اس کا عنوان ہے:۔

فہارس تحلیلی ہشتگانہ مکتوبات احمد سرہندی

اس کتاب میں آٹھ اشاریہ ہیں......

☆......آیاتِ قرآنیہ
☆......اقوال و ملفوظات بزرگاں
☆......مصطلحاتِ صوفیہ
☆......اسماء الاماکن
☆......احادیث نبویہ
☆......فرقِ مختلفہ
☆......اسماء الرجال
☆......اسماء الکتب والرسائل

آخر میں مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی (امرتسر ایڈیشن) کی فہرست شامل ہے، جس میں مکتوب نمبر اور صفحہ نمبر کی نشاندہی کی ہے۔ مجموعی طور پر یہ اشاریہ محققین کے لیے نہایت ہی مفید ہے۔

حضرت ابوالنصر محمد انس فاروقی مجددی نے ایک اور جامع اشاریہ ''معارف مکتوبات امام ربانی'' (۱۹۸۳ء) کے عنوان سے دہلی سے شائع کیا ہے جس کو مولانا محمد نعیم اللہ خاں خیالی نے مرتب کیا ہے

(مطبوعہ دہلی ۲۰۰۳ء) حضرت انس فاروقی نے کتب خانہ درگاہ شاہ ابوالخیر (دہلی) سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف اور آپ سے متعلق بعض نادر مخطوطات کے عکس بھی عنایت فرمائے جو مرقعات جہان امام ربانی مجدد الف ثانی کے نام سے الگ شائع کیے جائیں گے' ان شاء اللہ تعالیٰ...... مولانا سید حبیب اللہ نقشبندی کے داماد مرید خلیفہ صوفی افتخار احمد نقشبندی (گوجرانوالہ) مکتوبات امام ربانی کو از سر نو کمپوز کرا رہے ہیں جس میں اردو ترجمہ زوّار حسین شاہ کا ہوگا۔

محبی محمد عبدالواسع باقر سے معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ کے سرکاری کتب خانے میں ایک مخطوطہ بعنوان ''جمال السلوک'' ہے جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے۔ آپ کی تصانیف میں اس نام کی کوئی تصنیف ہماری نظر سے نہیں گزری ممکن ہے کہ یہ وہی تصنیف ہو جس کا ذکر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوب شریف نمبر ۱۶، جلد اوّل میں اپنے مرشد کریم خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ سے کیا ہے...... مکتوب شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا موضوع ایسی نصیحتیں ہیں جو طریقت میں کام آنے والی ہیں تا کہ ان کے مطابق زندگی بسر کی جائے...... اس کی مقبولیت اور محبوبیت کا یہ عالم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم امتِ مسلمہ کے مشائخ کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ عالمِ واقعہ میں تشریف لائے، اس رسالے کو اپنے دستِ مبارک میں لیے ہوئے مشائخ کرام سے فرما رہے ہیں کہ اس قسم کے عقائد ہونے چاہئیں...... ممکن ہے کہ یہ رسالہ اسی محبوبیت کی وجہ سے مدینہ منورہ میں محفوظ ہو...... اس رسالے کا حتمی تعین نہ ہو سکا...... قاری احسان اللہ (کوئٹہ، پاکستان) نے ایک مخطوطے کا عکس عنایت فرمایا جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے اس کا عنوان ہے:

''لوامع الاسرار شرح مطویات الاسرار''

یہ عربی زبان میں ہے' اس میں قرآن کریم کے اسرار و معارف بیان کیے گئے ہیں یہ مخطوطہ ۱۴؍ ذی الحجہ ۱۲۱۲ھ کو بوستان ابن ملا عبدالحنان نے کتابت کیا ہے

○

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر گزشتہ پچپن سال سے جامعات میں تحقیق ہو رہی ہے، تقریباً بارہ فضلاء اب تک مختلف جامعات سے اردو، انگریزی اور ترکی وغیرہ میں ڈاکٹریٹ کر چکے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:-

اردو مقالات:

۱......	ڈاکٹر سراج احمد[۷۰]	سندھ یونیورسٹی، جام شورو، سندھ پاکستان
۲......	ڈاکٹر محمد بابر بیگ مطالی[۷۱]	پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پنجاب پاکستان
۳......	ڈاکٹر محمد انصار خان[۷۲]	سندھ یونیورسٹی، جام شورو، سندھ پاکستان
۴......	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس[۷۳]	بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، پنجاب پاکستان

انگریزی اور ترکی مقالات

۵......ڈاکٹر برہان احمد فاروقی[۷۴]	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، بھارت
۶......ڈاکٹر اے۔ ایف۔ ایم ابوبکر صدیق[۷۵]	ڈھاکہ یونیورسٹی، ڈھاکہ، بنگلہ دیش
۷......ڈاکٹر محمد اسلم[۷۶]	مانچسٹر یونیورسٹی، انگلستان
۸......ڈاکٹر قدیر احمد خان[۷۷]	لندن یونیورسٹی، لندن انگلستان
۹......ڈاکٹر ترہار[۷۸]	لیڈن یونیورسٹی، لیڈن، ہالینڈ
۱۰......ڈاکٹر یوحنا فریڈمین[۷۹]	میکگل یونیورسٹی، مانٹریال، کینیڈا
۱۱......ڈاکٹر صابر اقبال[۸۰]	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، بھارت
۱۲......ڈاکٹر نجوت طوسون[۸۱]	مرمرا یونیورسٹی، استانبول، ترکی

یہ تعداد اب تک معلوم ہو سکی، ممکن ہے کہ ان کے علاوہ بھی اور محققین ہوں جنہوں نے کسی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کیا ہو...... حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انکی اولاد و احفاد پر تحقیق جاری ہے اور تراجم بھی ہو رہے ہیں۔ راقم کی کتاب ”حضرت مجدد الف ثانی حالات و افکار و خدمات“ کا انگریزی ترجمہ قاضی عبدالمنان صاحب نے مکمل کر لیا ہے اور فارسی ترجمہ صاحب زادہ محمد زبیر مجددی نے مکمل کر لیا ہے۔ ایک اور کتاب ”صراط مستقیم“ کا انگریزی میں ترجمہ مانچسٹر (انگلستان) میں جناب آصف جہاں گیر کر رہے ہیں۔ راقم کی ایک کتاب ”حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال“ کا انگریزی ترجمہ جناب پروفیسر ایف۔ ایم۔ شیخ نے کیا ہے جو مندرجہ ذیل عنوان سے کراچی سے شائع ہو گیا ہے:

The Influence of Shaykh Ahmed Sirhindi On Dr. Muhammad Iqbal.

مسجد فتح پوری دہلی کے شاہی امام وخطیب مفتی اعظم ڈاکٹر مفتی محمد اکرم احمد نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عربی میں ایک ضخیم مقالہ قلم بند کیا ہے (۲۰۰۴ء) عنوان ہے:

”شیخ احمد السرهندی‘ حیاته و آثاره“

ازہر یونیورسٹی، قاہرہ میں مولانا ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عربی میں لکھ رہے ہیں۔ الغرض حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مسلسل کام ہو رہا ہے۔

”جہانِ امام ربانی“ کی تدوین کے دوران ۸؍فروری ۲۰۰۳ء کو امریکہ سے ڈاکٹر احمد مرزا (ڈائریکٹر نقشبندی فاؤنڈیشن فار اسلامک ایجوکیشن‘ ایری زونا، امریکہ) تشریف لائے اور انھوں نے روس، افغانستان، ترکی، شام وغیرہ کے مشائخ نقشبندیہ پر بہت سے فضلاء کے انگریزی مقالات اور کتب ورسائل عنایت فرمائے۔ جس سے اندازہ ہوا کہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ عالمگیر ہے اور ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے، ہر علاقے کے مشائخ پر مستقل تحقیق کی ضرورت ہے۔ مغربی اور وسطی ایشیاء کے حضرات نقشبندیہ پر ۹؍نومبر ۱۹۹۷ء کو استانبول (ترکی) میں سویڈش ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں ایک کانفرنس ہوئی۔ جس میں فضلاء نے مقالات پڑھے جو ۱۹۹۹ء میں استانبول سے مندرجہ ذیل عنوان سے ایک مجموعے کی شکل میں شائع ہوئے ہیں:

"Naqshbandi in Western and Central Asia"

(Edited by Elizabeth Ozdalgu, Swedish Research Institute, Istanbul,)

شیخ ابن علاء الدین نقشبندی نے کردی زبان میں تصوف اور طریقہ نقشبندیہ پر ایک فاضلانہ کتاب لکھی ہے‘ جس کا ڈاکٹر محمد شریف احمد نے عربی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ ترجمہ کا عنوان ہے:

ماهو التصوف؟ ماهي طريقة النقشبنديه؟

اس کا عربی سے مہتر ہالینڈ نے انگریزی میں ترجمہ کیا ہے۔ جس کے پیش لفظ میں کیمبرج یونیورسٹی کے پروفیسر عبدالحکیم مراد نے لکھا ہے:

> *From Central Asia the disciples of Shah Baha-al-Din and Khawaja Ahrar radiated out through the lands of islamic World and beyond.*

اسی پیش لفظ میں ایک جگہ لکھا ہے:۔

Today, and dispite all the odds, the vibrancey of Naqshbandi sufism is evident across the Islamic World.

اس وقت عمومی طور پر تصوف کے حوالے سے بھی بہت کام ہو رہا ہے جو مسلمان کہلانے والے بعض فرقوں میں شجرِ ممنوعہ کی حیثیت رکھتا ہے، مگر تصوف اب ایک عالمی حقیقت بن کر سامنے آ رہا ہے۔ برلن (جرمنی) میں ماڈرن اورینٹیل اسٹڈیز سینٹر میں فروری ۲۰۰۳ء کو مندرجہ ذیل عنوان سے ایک ورکشاپ ہوا:

Modern Adaptation in Sufi based Islam.

۲۰۰۳ء میں معلوم ہوا کہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغنی (راولپنڈی) حضرات نقشبندیہ مجددیہ کے طریقہ سلب امراض کے تقابلی جائزے پر کولمبو یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں عنوان ہے:

USUI RIKY's and Islamic System of Spirituality

برلن (جرمن) میں مقیم ایک فاضلہ *Annabelle Bottecher* نے ڈاکٹر احمد مرزا (امریکہ) کو ۲۵ / مارچ ۲۰۰۳ء کو لکھا کہ اس نے پیرس (فرانس) میں ایک فاضل سے ملاقات کی جو نقشبندیہ مخطوطات جمع کر رہے ہیں۔ انھوں نے یہ مخطوطات سینٹرل ایشیاء وغیرہ سے جمع کیے ہیں جو نمبر واری۔ ڈی میں محفوظ ہیں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کام ہوا، برابر ہو رہا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہوتا رہے گا، مگر اس دورِ انتشار و فساد میں آپ کے دینی، معاشرتی اور سیاسی افکار سے فیض حاصل کرنا نہایت ہی ضروری ہے۔ پوری اسلامی دنیا میں جس شخصیت پر عالمِ اسلام کے مسلمان اور مسلمان کہلانے والے فرقے مجتمع ہیں وہ آپ ہی کی شخصیت ہے، سب ہی آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں، اگر مجددی افکار بھرپور انداز میں پیش کیے جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ آپ کی باتیں نہ مانیں، اور آپ کی ہدایات کی طرف توجہ نہ دیں، آپ کی تعلیمات میں زندگی ہے اور انفرادی اور اجتماعی ترقی بھی..... 'جہانِ امام ربانی مجدد الف ثانی' کا عظیم منصوبہ اسی لیے شروع کیا گیا ہے جو حیرت انگیز طور پر کامیابی سے ہمکنار ہوا۔ اس مجموعے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات اور افکار نیز دوسرے پہلوؤں پر مقالات جمع کیے گئے ہیں جو مطبوعہ بھی ہیں اور غیر مطبوعہ بھی، مقالات لکھنے والوں میں وہ فضلاء بھی ہیں جو بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں، وہ بھی جو علمی دنیا میں اپنا ایک مقام اور وقار رکھتے ہیں، افتتاحیہ میں مجلدات کے مضامین و مقالات پر

تبصرہ بھی ضروری تھا لیکن چوں کہ اس مقصد کے لیے ایک الگ کتاب بعنوان ''جہاں نما'' شائع کی جارہی ہے اس لیے تبصرہ نہیں کیا گیا...... فاضل مرتبین مولانا جاوید اقبال مظہری، بالخصوص ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری اور احقر زادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد نے جس اخلاص اور انتھک محنت سے یہ مجموعۂ مقالات تیار کیا، مولیٰ تعالیٰ اس کا اجر عظیم عطا فرمائے (آمین)......امید ہے کہ مقالات کا یہ مجموعہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیغام کی اشاعت اور کردار سازی میں اہم کردار ادا کرے گا۔

تیرھویں اور چودھویں صدی ہجری میں امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجددی افکار کے چہرے کو غبار آلود ہونے نہ دیا اور فکر مجددی کی پُر زور تائید اور اشاعت کی، انہوں نے احیاء ملت اسلامیہ اور ردّ بدعات میں ایک اہم کردار ادا کیا اور مختلف تحقیقی رسائل لکھے[۸۲]...... جو لوگ ابن تیمیہ اور ابن عبدالوہاب نجدی کے زیر اثر ہیں انہوں نے تعلیمات مجددیہ کو اپنے رنگ میں رنگنے کی کوشش کی اور اس کوشش میں نقشبندیہ حضرات دو طبقوں میں تقسیم ہوگئے، یہ ایک المیہ ہے...... حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افکار کا غیر جانبدارانہ اور عادلانہ تحقیقی جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان کے افکار وہی ہیں جو سلف صالحین کے تھے، جو صدیوں مختلف فکری انقلابات سے محفوظ رہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تصانیف میں ابن تیمیہ کا ذکر تک نہ کیا، حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صاف صاف تحریر فرمایا:۔

> دین و شریعت کا پابند ہونا اہلِ سنت و جماعت کے طریقۂ حقہ کے سلوک سے وابستہ ہے...... ان بزرگوں کی اتباع و پیروی کے بغیر نجات ناممکن ہے اور ان لوگوں کی آراء کی پیروی کے بغیر فلاح دشوار ہے۔ اس بات پر تمام عقلی و نقلی اور کشفی دلائل شاہد ہیں اور ان میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں ہے...... اگر یہ معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص ان بزرگوں کی صراط مستقیم سے رائی کے دانے کے برابر بھی ہٹ گیا ہے تو اس کی صحبت کو زہر قاتل جاننا چاہیے اور اس کی مجالست کو سانپ کا زہر سمجھنا چاہیے۔[۸۳]

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک ہی صراط مستقیم ہے' اس راستے کو اللہ نے اپنا راستہ فرمایا' اسی راستے کو اللہ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ فرمایا' اسی راستہ کو اللہ نے صلحائے امت

کا راستہ فرمایا' اسی راستے پر چل کر ہم منزل تک پہنچ سکتے ہیں..... الحمدللہ ثم الحمدللہ "جہان امام ربانی" کے آخری مراحل میں یہ فقیر ۸/مئی ۲۰۰۲ء کو مفتی اعظم ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد' شاہی امام وخطیب' مسجد فتح پوری' دہلی اور حضرت مفتی محمد معظم احمد صاحب کی عنایت سے پہلی بار سرہند شریف حاضر ہو کر مجددی فیوض وبرکات کے مستفیض ہوا۔

نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است
رقصم بپائے خود کہ بکویت رسیدہ است

محترم المقام خلیفہ محمد یحییٰ صاحب اور ان کے شہزادوں نے بڑا کرم فرمایا..... روضہ شریف طمانیت وسکون کا سرچشمہ ہے، ہر طرف سکون ہی سکون، ہر طرف طمانیت ہی طمانیت..... بے چین زندگی کے لیے چین' بے قرار روحوں کے لیے قرار..... ہم سکون وقرار کے لیے سرگرداں ہیں' ہم اتحاد واتفاق کے لیے ترس رہے ہیں..... حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پکار رہی ہے..... آؤ آؤ بے قرار روحوں آؤ..... ایں درگہ ما درگہ نا امیدی نیست..... اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرات عالیہ کے قدموں میں صراط مستقیم کا پتا بتایا ہے، ہاں

اس خاک کے ذرّوں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار

☆......☆......☆

حواشی

۱...... ماقبل مشائخ میں علامہ داؤد قیصری اور شیخ احمد جام علیہما الرحمۃ قابلِ ذکر ہیں، معاصرین میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، ملا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عبداللہ المعروف بہ خواجہ خورد رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ ابوالحسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور مابعد میں شاہ غلام علی دہلوی اور مرزا مظہر جان جاناں، قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہم الرحمۃ قابل ذکر ہیں۔

۲...... تفصیلات کے لیے مندرجہ ذیل مآخذ مطالعہ فرمائیں:۔

۱۔ آر۔ بی۔ مظہری: جہان مسعود، مطبوعہ کراچی

۲۔ محمد عبدالستار طاہر: منزل بہ منزل، مطبوعہ کراچی
۳۔ محمد عبدالستار طاہر: تخصصات مسعود ملت، مطبوعہ لاہور

۳...... تفصیلات کے لیے مندرجہ ذیل مآخذ مطالعہ کریں:۔

۱۔ محمد عبدالستار طاہر: مسعود ملت اور رضویات، مطبوعہ لاہور
۲۔ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی: ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی نثر نگاری، مطبوعہ کراچی
۳۔ نبیلہ آفاق چودھری (جامعہ عین الشمس، قاہرہ): امام احمد رضا اور مسعود ملت، مطبوعہ کراچی

مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور آپ کے دوست مولانا وصی احمد محدث سورتی علیہما الرحمۃ کو اپنے عہد کے ایک عظیم محدث اور عارف شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ سے بڑی محبت و عقیدت تھی۔ اسی محبت و عقیدت کو دیکھ کر ضیائے مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمۃ نے اپنے صاحبزادے کا نام فضل الرحمٰن رکھا۔۔۔۔ یہ بات صاحبزادہ صاحب نے خود اپنے خادم محمد شیر زمان القادری (مقیم دبئی) کو بتائی اور یہ بیعت آپ کی ولادت ۱۳۴۴ھ/۱۹۲۵ء سے پہلے ہی کر لی تھی۔ (بحوالہ مقالہ موصولہ فروری ۲۰۰۳ء)

۴...... تفصیلات کے لئے مندرجہ ذیل مآخذ مطالعہ فرمائیں:۔

۱۔ ابوالسرور محمد مسرور احمد: مسعود ملت کے آثار علمیہ، مطبوعہ کراچی
۲۔ محمد عبدالستار طاہر: تذکار مسعود ملت، مطبوعہ لاہور
۳۔ ڈاکٹر اعجاز انجم لطیفی: ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی ادبی، دینی و علمی خدمات (مقالہ ڈاکٹریٹ بہار یونیورسٹی، بھارت)، مطبوعہ کراچی ۲۰۰۲ء

۵...... مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب نمبر ۲۳۴، جلد اول مکتوب نمبر ۲۶۱...... جلد دوم، مکتوب نمبر ۲، جلد دوم، مکتوب نمبر ۴

۶...... امام احمد رضا محدث بریلوی کے حالات، افکار اور علمی و دینی خدمات کے لیے مندرجہ ذیل مآخذ سے رجوع کریں:

۱۔ امام احمد رضا: الدولۃ المکیہ، مطبوعہ لاہور
۲۔ امام احمد رضا: فتاویٰ رضویہ (۲۷ مجلدات) مطبوعہ لاہور
۳۔ پروفیسر فاروق القادری، فاضل بریلوی اور امور بدعت، مطبوعہ لاہور
۴۔ مولانا محمد یٰسین اختر مصباحی: امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات، مطبوعہ لاہور
۵۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد: محدث بریلوی، مطبوعہ کراچی اور لاہور
۶۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد: امام احمد رضا اور عالم اسلام مطبوعہ کراچی
۷۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد: خوب و ناخوب، مطبوعہ کراچی

۸۔ ڈاکٹر حازم محفوظ مصری: بساتین الغفران، مطبوعہ لاہور کراچی

۹۔ ڈاکٹر حازم محفوظ مصری: امام احمد رضا والعالم العربی، مطبوعہ قاہرہ

۱۰۔ ڈاکٹر حسین مجیب مصری، صفوۃ المدیح، مطبوعہ قاہرہ، (ڈاکٹر حازم محفوظ مصری)

۱۱۔ پروفیسر غلام مصطفیٰ مجددی: حضرت مجدد الف ثانی اور امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور

۱۲۔ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری، حضرت مجدد الف ثانی اور امام احمد رضا، مطبوعہ کراچی

۱۳۔ ابوالسرور محمد مسرور احمد: امام احمد رضا اور حضرات نقشبندیہ، مطبوعہ کراچی

۱۴۔ مولانا محمد حنیف رضوی: جامع الاحادیث (۶ مجلدات) پوربندر (گجرات، بھارت)

امام احمد رضا محدث بریلوی پر اردو، انگریزی، عربی، مآخذ کی ایک طویل فہرست ہے، یہاں مختصراً چند مآخذ پیش کر دیے گئے ہیں۔ (مسعود)

۷...... ابوالحسن علی ندوی: تاریخ دعوت وعزیمت، حصہ چہارم، مطبوعہ کراچی، ص ۱۳۹، ملخصاً
۸...... قرآن حکیم، سوہ لقمان، آیت نمبر ۲۷
۹...... قرآن حکیم، سوہ کہف، آیت نمبر ۱۰۹
۱۰...... قرآن حکیم، سورہ بقرہ، آیت نمبر ۲۳۲
۱۱...... قرآن حکیم، سورہ نحل، آیت نمبر ۷۴
۱۲...... قرآن حکیم، سورہ یوسف، آیت نمبر ۸۶، ۹۶
۱۳...... قرآن حکیم، سورہ یوسف، آیت نمبر ۷۶
۱۴...... مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مکتوب نمبر ۴۸
۱۵...... مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مکتوب نمبر ۴۸
۱۶...... مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مکتوب نمبر ۷۳
۱۷...... مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مکتوب نمبر ۷۳
۱۸...... مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مکتوب نمبر ۷۶
۱۹...... بدرالدین سرہندی: حضرات القدس، جلد دوم، مطبوعہ لاہور ۱۴۰۳ھ، ص ۱۵۵
۲۰...... مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مکتوب نمبر ۹۵
۲۱...... مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، فصل الخیر، مکتوب نمبر ۹۵
۲۲...... مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، فصل الخیر، مکتوب نمبر ۹۵
۲۳...... مکتوبات امام ربانی، جلد اوّل، مکتوب نمبر ۲۶۷

ڈاکٹر محمد اقبال نے ۱۹۳۲ء میں لندن کی ایک مجلس میں مذہب کی ضرورت پر ایک لیکچر دیا، اس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مکتوب کا حوالہ دیا مگر ساتھ یہ اعتراف بھی کیا:۔

> ”جہاں تک شیخ موصوف کی عبارت کا تعلق ہے مجھے ڈر ہے کہ میں نفسیات حاضرہ کی زبان میں اس کے حقیقی معنی شاید ہی بیان کر سکوں کہ اس قسم کی زبان موجود ہی نہیں۔“ (تشکیل جدید الٰہیات، مطبوعہ لاہور، ص ۹۸)

معانی کی وسعت کے سامنے الفاظ کا دامن تنگ ہے تو بیان ہو تو کس طرح ہو؟

۲۴۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب نمبر ۲۶۷

۲۵......مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب نمبر ۱۱

۲۶......مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مکتوب نمبر ۱۰۵

۲۷......جہاں گیر بادشاہ نے بہانہ پکڑا اور بنایا مگر قید اس لیے کیا گیا کہ آپ نے دربار میں دستور کے مطابق اس کو سجدہ نہ کیا بلکہ سنت کے مطابق سلام کیا۔ مغربی مؤرخین نے بھی اس قید کو ناحق اور نامعقول قرار دیا۔ چنانچہ پروفیسر ٹی۔ ڈبلیو آرنلڈ نے پریچنگ آف اسلام اور انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجین اینڈ ایتھکس میں یہی لکھا ہے:

(i) *The Preaching of Islam,ed. 3rd, p 412.*

(ii) *Encyclopaedia of Religion and Ethics, Vol viii, p 748.*

۲۸......حفظ الرحمٰن سیوہاروی: دعوت نامے، مطبوعہ دہلی

۲۹......منتخبات از مکتوبات امام ربانی، مطبوعہ استانبول ۱۹۹۲ء، ص ۲

۳۰......انہیں مخالفین میں خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کے خلیفہ حضرت شیخ تاج الدین سنبھلی بھی تھے جن سے عرب میں سلسلۂ نقشبندیہ پھیلا) جو آخر میں تائب ہو گئے تھے اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عالم واقعہ میں ان کو معاف کر دیا تھا۔ پھر موصوف نے خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کے برادر نسبتی محمد قلیج کو ایک مکتوب قلمبند فرمایا جس میں آپ لکھتے ہیں:۔

”آپ جناب (حضرت مجدد علیہ الرحمۃ) کی خدمت میں خط لکھیں اور اس میں اس فقیر کی دعا عرض کرنے کے بعد لکھیں کہ آپ نے جس طرح مجھے واقعے میں معاف فرما دیا ہے اسی طرح حقیقت واقعی میں بھی معاف فرما دیں، نیز دہلی کے احباب سے فرما دیں کہ جو شخص بھی حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عقیدت رکھتا تھا اور اب منحرف ہے وہ ”مرتد طریقت“ ہے اور وہ بھی جو پہلے بھی عقیدت نہ رکھتا تھا اور اب منحرف ہوا ہے ”مرتد طریقت“ ہی ہے کیونکہ کامل اولیاء کا انکار بھی ارتداد ہے۔

(خواجہ بدر الدین سرہندی: حضرات القدس، حصہ دوم، مطبوعہ لاہور ۱۴۰۳ھ ص ۴۹)

۳۱......(ا) مسلم شریف، مطبوعہ دہلی، ج ۱، ص ۳۲۷

(ب) مشکوٰۃ شریف، مطبوعہ کراچی، ص ۳۳

(ج) سید یوسف ہاشم رفاعی: ادلۃ اہل السنۃ والجماعۃ، لاہور ۱۹۸۷ء، ص ۲۳۵

(د) مکتوبات امام ربانی، مطبوعہ امرتسر، مکتوب نمبر ۱۹۲، جلد اول، ص ۸۰؛ مکتوب نمبر ۵۷، جلد دوم، ص ۲۰، مکتوب نمبر ۹۲، جلد سوم، ص ۱۰، ۲۰؛ مکتوب نمبر ۱۱۲، جلد سوم، ص ۱۳۲)

۳۲...... مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، مکتوب نمبر ۱۰۰، جلد سوم، مکتوب نمبر ۱۰۰

۳۳...... مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، مکتوب نمبر ۷

۳۴...... مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مکتوب نمبر ۱۸

۳۵...... مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب نمبر ۲۶۸، مکتوب نمبر ۱۰۰

۳۶...... مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مکتوب نمبر ۱۷

۳۷...... مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، مکتوب نمبر ۳۶

۳۸...... مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب نمبر ۸۷، مکتوب نمبر ۱۳۲، مکتوب نمبر ۱۱۸

۳۹...... مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب نمبر ۲۸۲

۴۰...... مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، مکتوب نمبر ۵۸، جلد سوم، مکتوب نمبر ۸۸

۴۱...... مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب نمبر ۲۳۳

۴۲...... محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات، مطبوعہ لکھنو، ص ۲۸۴

۴۳...... مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب نمبر ۱۰۴

۴۴...... مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، مکتوب نمبر ۵۵

۴۵...... قرآن حکیم، سورۂ ضحیٰ، آیت نمبر ۱۱......، سورۂ بقرہ، آیت نمبر ۴، ۴۷، ۱۲۲......، سورۂ آل عمران، آیت نمبر ۱۰۳......، سورۂ مآئدہ، آیت نمبر ۷، ۱۱، ۲۰......، سورۂ ابراہیم، آیت نمبر ۱۶......، سورۂ اعراف، آیت نمبر ۷۴......

۴۶...... اس کا واحد مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری، لندن میں محفوظ ہے، پورا نام ''مجمع الاصفیاء و مجمع الاولیاء'' ہے، مخطوطہ نمبر ۶۳۵...... (مکتوبہ ۱۰۴۳ھ/ ۱۶۳۳ء)...... راقم نے اس کا عکس منگوا کر پرنٹ نکلوائے جو چار جلدوں میں دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ، کراچی کے کتب خانہ کو ہدیہ کردیے گئے ہیں۔ مسعود

۴۷...... رفع سایہ کے سلسلے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موقف کی تائید میں متعدد رسائل لکھے گئے ہیں جن کا پروفیسر محمد اقبال مجددی نے ذکر فرمایا ہے۔ ان رسائل کے علاوہ بھی اس مسئلے پر متقدمین و متاخرین کے کئی رسائل ملتے ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی کے عہد مبارک سے اب تک آپ کے موقف کی

تائید میں رسائل لکھے جا رہے ہیں۔ مندرجہ ذیل رسائل اور مقالات میں بھی رفع سبابہ پر بحث کی گئی ہے:

۱۔ رسالہ خواجہ علی متقی، مطبع خادم الاسلام، دہلی ۱۳۰۹ھ
۲۔ رسالہ مولانا ابوالکلام، مطبع خادم الاسلام، دہلی ۱۳۰۹ھ
۳۔ رسالہ مستمرہ، مطبع خادم الاسلام، دہلی ۱۳۰۹ھ
۴۔ تصحیح الاشارہ بتصریح البشارہ، مطبع خادم الاسلام، دہلی ۱۳۰۹ھ
۵۔ انارۃ الاشارہ، مطبع محمدی، لاہور، ۱۳۱۰ھ
۶۔ تحفۃ الاخیار فی بیان الصلوٰۃ علیٰ السکون و الوقار مطبع مجددی و مرتضوی، بخش ۱۳۱۲ھ ازمحمد مرید محی الدین حنفی قادری غفوری نوشہرو پشاوری۔۔۔۔۔
۷۔ مکتوبات حضرت شاہ فقیر اللہ علوی نقشبندی مجددی شکارپوری، لاہور
۸۔ مسئلۃ الاشارہ بالسبابہ فی التشہد فی الصلوٰۃ، مکتبۂ فیض نقشبندیہ سیفیہ، کراچی ۱۹۹۷ء (مؤلفہ سید احمد علی شاہ نقشبندی)
۹۔ مکتوبات مجدد الف ثانی ۔۔۔۔ تخریج احادیث، (مقالۂ ڈاکٹریٹ) ڈاکٹر بابر بیگ مغلی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور ۱۹۹۴ء۔ (غیر مطبوعہ)

۴۸......ابوالحسن علی ندوی: تاریخ دعوت و عزیمت، حصہ چہارم، ص ۳۵۳

۴۹......قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراضات کے جواب میں ایک اور رسالہ بعنوان "احقاق" تحریر فرمایا تھا جس کے مخطوطات کتب خانہ خانقاہ مظہریہ، دہلی اور کتب خانہ موسیٰ زئی شریف، ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں موجود ہیں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ کی شخصیت ایک عظیم علمی شخصیت تھی۔ آپ کے حالات اور علمی خدمات پر ڈاکٹر محمود الحسن عارف نے پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ڈاکٹریٹ کیا ہے جو ادارۂ ثقافت اسلامیہ لاہور نے شائع کر دیا ہے۔

۵۰......دکتر مہید خت معتمدی نے آپ کے حالات پر ایک فاضلانہ کتاب لکھی ہے، عنوان ہے:

"مولانا خالد نقشبندی و پیروان طریقت او" تہران ۱۳۴۸ھ، ص ۳۵۲

یہ کتاب خواجہ محمد عبداللہ جان صاحب کے کتب خانے میں پشاور (پاکستان) میں موجود ہے، انھیں کی عنایت سے اس کا عکس ہم کو ملا۔ (مسعود)

۵۱......*A Short History of Islam, Karachi,1960*

۵۲......*Sufism Its Saints & Shrines, Lucknow, 1960*

۵۳......*Studies In Islamic Culture In the Indian Environments, Oxford, 1964*

۵۴.....*Muslim Revivalist Movements In Northern India etc. Lucknow, 1966*

۵۵.....*The Indian Muslims, London*

۵۶.....*Our freedom fighters, Karachi, 1969*

۵۷.....صوبۂ سرحد کے علماء و مشائخ کے بارے میں تفصیلات کے لیے مندرجہ ذیل مراجع سے رجوع کیا جا سکتا ہے:

۱۔ محمد امیر شاہ گیلانی، تذکرہ علماء و مشائخ سرحد، جلد اوّل، لاہور (۱۹۶۴ء)

۲۔ محمد امیر شاہ گیلانی، تذکرہ علماء و مشائخ سرحد، جلد دوم، لاہور (۱۹۷۲ء)

۳۔ پروفیسر ڈاکٹر عبد الرشید، اسلامی تصوف اور صوفیائے سرحد، کراچی (۱۹۹۷ء)

۴۔ پروفیسر ڈاکٹر عبد الرشید، صوفیائے خٹک، کراچی (۱۹۸۶ء)

۵۔ پروفیسر ڈاکٹر عبد الرشید، تصوف، اولیاء مانکی شریف اور تحریک پاکستان، کراچی (۱۹۹۱ء)

۵۸.....روضۃ القیومیہ، ص ۱۸

۵۹.....خواجہ سیف الدین، مکتوبات شریف، حیدرآباد سندھ، ص ۱۴۳

۶۰.....راقم کے والد ماجد مفتی اعظم شاہ مظہر اللہ علیہ الرحمۃ، جد امجد شاہ محمد سعید علیہ الرحمۃ، پردادا صاحب شاہ محمد مسعود علیہ الرحمۃ مسجد فتحپوری، دہلی کے امام و خطیب رہے، ان حضرات کا سلسلۂ طریقت نقشبندیہ مجددیہ ہے، اور شاہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ (ابن حضرت مجدد الف ثانی) کے صاحب زادے شاہ عبد الاحد علیہ الرحمۃ تک پہنچتا ہے۔ اس سلسلے کے منتسبین دور و نزدیک پھیلے ہوئے ہیں۔ (مسعود)

۶۱.....انوار معصومیہ، زوّار حسین شاہ، مطبوعہ کراچی، ص ۱۱۶

۶۲.....قرآن کریم، سورہ ابراہیم، آیت نمبر ۲۴

نوٹ: حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی سے جاری ہونے والی سلسلۂ عالیہ مجددیہ کی نہریں ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اگر کوئی فاضل ان کی تفصیلات جمع کریں تو یہ ایک اہم کام ہوگا۔ (مسعود)

۶۳.....کلمات طیبات، ص ۱۶۴۔۱۶۶

۶۴.....تاریخ دعوت و عزیمت، حصہ چہارم، ص ۱۸۳

۶۵.....ایضاً، ص ۳۶۷

۶۶.....ایضاً، ص ۳۶۹

۶۷.....ایضاً، ص ۳۵۳

شیخ خالد نقشبندی کی محبوبیت و مقبولیت کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ سلطنت عثمانیہ کے سلطان عبد المجید خاں نے آپ کا دیوان فارسی چھپوایا (۱۲۶۰ھ) یہ دیوان خواجہ محمد عبد اللہ جان زید عنایتہٗ کے کتب خانے میں پشاور میں محفوظ ہے۔

۶۸......ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر: سندھ کے صوفیائے نقشبند، رکن الاسلام جامعہ مجددیہ، حیدرآباد سندھ، جلد اوّل ۱۹۹۶ء، جلد دوم ۱۹۹۷ء۔

۶۹...... یہ مکتوب نقشبندی فاؤنڈیشن فور اسلامک ایجوکیشن (امریکہ) کے صدر ڈاکٹر احمد مرزا نے ستمبر ۲۰۰۲ء میں راقم کو ارسال فرمایا۔

۷۰......اس مقالے کا عنوان ہے:

"مکتوبات امام ربانی کی سیاسی و معاشرتی اہمیت"

۷۱......اس مقالے کا عنوان ہے:

"مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی......تخریج احادیث" (۱۹۹۴ء)

نوٹ: تخریج احادیث میں مولانا محمد سعید (مفتی عدالت آصفیہ، حیدرآباد، دکن) نے "تنشیط المبانی فی تخریج احادیث عربی مکتوبات امام الربانی" (مطبع فیض الکریم حیدرآباد دکن ۱۴۱۳ھ/ ۹-۱۹۹۳ء) کے نام سے کام کیا۔

۷۲......اس مقالے کا عنوان ہے:

"مکتوبات امام ربانی کی تاریخی تعیین" (۱۹۹۳ء)

۷۳......اس مقالے کا عنوان ہے:

"حضرت مجدد الف ثانی کی تفسیری اور فقہی خدمات" (ایک تحلیلی اور تجزیاتی جائزہ ۲۰۰۲ء)

۷۴......اس مقالے کا عنوان ہے:

Mujaddid`s Conception of Tawhid

۷۵...... اس مقالے کا عنوان ہے:۔

Shaikh Ahmad Sirhindi And His Reforms (1986)

۷۶......اس مقالے کا عنوان ہے:۔

First Islamic Movement In India------- Shaykh Ahmed Sirhindi as a Mystic

۷۷......

۷۸......اس مقالے کا عنوان ہے:

Followers and Heir of the Prophet: Shaykh Ahmed Sarhindi (1564-1624) a Mystic.,

۷۹......اس مقالے کا عنوان ہے:

Shaykh Ahmed Sirhindi------ Outline of His Thought And a Study of His Image In the Eyes of Posterity

۸۰......اس مقالے کا عنوان ہے:

Shaykh Ahmed Sirhindi etc.

۸۱......اس مقالے کا عنوان ہے:

Naqshbandi Order of Turkey

نوٹ: پروفیسر سید کبیر احمد مظہر سابق صدر شعبۂ عربی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پنجاب یونیورسٹی سے حضرت مجدد الف ثانی کے مرشد کریم خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کی علمی اور متصوفانہ خدمات پر ڈاکٹریٹ کر رہے تھے ۱۹۸۳ء میں ڈاکٹر عشرت علی ہاشمی نے کراچی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کیا ہے۔ اس کے علاوہ ''سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کی فقہی خدمات'' پر حافظ محمد اظہر سعید اور ''پاکستان میں سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کی دینی خدمات پر فضل احمد عثمانی کراچی یونیورسٹی میں تحقیقی مقالات لکھ رہے ہیں۔ اوّل الذکر نے اپنا مقالہ ۲۰۰۳ء میں پیش کر دیا ہے۔ امریکی نومسلم ڈاکٹر آرتھر بیولر نے ''پنجاب کے نقشبندی بزرگوں (۱۸۵۷ء---- ۱۹۴۷ء)'' پر ڈاکٹریٹ کیا ہے۔ ان کا مقالہ ڈاکٹریٹ ہارورڈ یونیورسٹی پریس سے ۱۹۹۳ء میں شائع ہو چکا ہے۔ سندھ یونیورسٹی (جام شورو) سے آفتاب احمد نے ''مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کی علمی خدمات'' پر ڈاکٹریٹ کیا ہے۔ (۲۰۰۳ء)۔ جناب مہربان حسین صاحب' کراچی یونیورسٹی' کراچی سے مندرجہ ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں ''سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کے نامور صوفیہ کی دینی اور فلاحی خدمات (۲۰۰۴ء)...... ڈاکٹریٹ کے علاوہ ایم۔ اے اور ایم۔ فل کی سطح پر بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مختلف پہلوؤں پر کام ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ مولانا مظہر فرید صاحب بہاء الدین ذکریا یونیورسٹی' ملتان سے مندرجہ ذیل عنوان پر ایم۔ فل کر رہے ہیں ''پاکستان میں مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کی دینی اور ملی خدمات'' (۲۰۰۴ء)...... جناب راجہ نور محمد نظامی (ڈائریکٹر آرکیالوجیکل' ہسٹاریکل' کلچرل اکیڈمی' بھوئی گاڑ' صوبۂ سرحد' پاکستان) علاقہ چھوٹا ہار (اسلام آباد' راولپنڈی' جہلم' چکوال' اٹک) کے مشائخ نقشبندیہ مجددیہ اور صوبۂ سرحد کے مشائخ نقشبندیہ مجددیہ پر دو تحقیقی مقالات قلم بند کر رہے ہیں...... پروفیسر ڈاکٹر محمد بابر بیگ مغلی اور صوفی غلام سرور کی اطلاع کے مطابق صرف پنجاب یونیورسٹی لاہور کے شعبۂ علوم اسلامیہ میں مندرجہ ذیل موضوعات پر ایم۔ اے کی سطح پر مقالات لکھے ہیں......

۱۔ انور علی شاہ، سلوک مجددی کی خصوصیات، محمد مظفر علی رضوی۔ ۱۹۵۲ء

۲۔ حضرت امام ربانی کے سیاسی مکتوبات، ۱۹۵۳ء

۳۔ عظمت اللہ: حضرت مجدد الف ثانی کی دینی و علمی خدمات، ۱۹۶۷ء

۴۔ ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی، حضرت شیخ احمد سرہندی کی عربی زبان وادب میں خدمات پر ایم۔ فل کیا ہے مختلف مشائخ نقشبندیہ پر جزوی طور پر بھی کام ہوا ہے۔ مثلاً ڈیرل ڈیوڈ نے ڈیوک یونیورسٹی سے ”خواجہ خاوند محمود نقشبندی“ پر کام کیا ہے۔ (۱۹۹۱ء)، قاری محمد سلیمان اعوان، مفتی محمد محمود الوری نقشبندی پر سندھ یونیورسٹی، جامشورو سے ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں (۲۰۰۳ء) اور راقم السطور محمد مسعود احمد پر ڈاکٹر اعجاز انجم لطیفی نے بہار یونیورسٹی، مظفر پور (انڈیا) سے ڈاکٹریٹ کیا ہے (۱۹۹۳ء) یہ مقالہ ضیاء الاسلام پبلی کیشنز نے کراچی سے شائع کیا ہے (۲۰۰۲ء) الغرض بہت سے نقشبندی بزرگوں پر مختلف یونیورسٹیوں میں تحقیقی کام ہو رہا ہے۔

۸۲......امام احمد رضا محدث بریلوی نے ردِّ بدعات میں بکثرت رسائل لکھے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ احمد رضا خاں: اعز الاکتناہ فی رد صدقۃ مانع الزکوۃ (۱۳۰۹ھ ۱۸۹۱ء)، بریلی
۲۔ احمد رضا خاں: مقال العرفا باعزاز شرع وعلماء (۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء)، کراچی
۳۔ احمد رضا خاں: الزبدۃ الزکیہ فی تحریم السجود التحیہ، بریلی
۴۔ احمد رضا خاں: شفاء الوالہ فی صور الحبیب مزارہ ونعالہ (۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء)
۵۔ احمد رضا خاں: الحجۃ الفائحۃ لطیب التعیین والفاتحہ (۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء)
۶۔ احمد رضان خاں: مروج النجا لخروج النساء، بریلی
۷۔ احمد رضا خاں: جلی الصوت لنھی الدعوت امام الموات، بریلی
۸۔ احمد رضا خاں: جمل النور فی نہی النساء عن زیارۃ القبور، بریلی
۹۔ احمد رضا خاں: ابریق المنار بشموع المزار (۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء)
۱۰۔ احمد رضا خاں: مواھب ارواح القدس لکشف حکم العرس، (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء)
۱۱۔ احمد رضاں خاں: ہادی الناس فی رسوم الاعراس (۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء) لاہور وغیرہ وغیرہ

۸۳......مکتوبات امام ربانی (ترجمہ اردو)، مکتوب نمبر ۲۱۳، بنام شیخ فرید بخاری، مطبوعہ کراچی، ص ۹۳

۸۴......مولانا پیر محمود احمد قادری: مکتوبات امام احمد رضا، (بنام مولانا محمد علی مونگیری) مطبوعہ لاہور (۱۹۹۲ء)، ص ۸۸۔۱۰۲

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ (روم: ۲۲)

بیشک اس میں نشانیاں ہیں جاننے والوں کے لیے،

جہانِ امامِ ربّانی

مجدّد الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہ

اقلیمِ اوّل

زیرِ سرپرستی: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

مرتّبین

صاحبزادہ ابو السرور محمد مسرور احمد

مولانا جاوید اقبال مظہری

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

نظرِ ثانی

محمد عالم مختار حق

امامِ ربّانی فاؤنڈیشن کراچی، اسلامی جمہوریہ پاکستان
۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نُورٌ عَلٰی نُورٍ یَہْدِی اللّٰہُ لِنُورِہٖ مَنْ یَّشَآءُ (النور: ۲۵)

نور پر نور ہے، اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے

نورٌ علیٰ نور

گوہر قلم

مرقعاتِ جہانِ امامِ ربّانی مجدّدِ الفِ ثانی رضی اللہ عنہ

مرتّبہ

ابو السّرور محمّد مسرور احمد

امامِ ربّانی فاؤنڈیشن کراچی
اسلامی جمہوریہ پاکستان
۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دربار عالی شان

○

چہ عالیشان دربار امام دین ربانی
ملائک صف بہ صف استادہ اینجا بہر دربانی
چو دیدہ طوطی ہندوستان آن خواجۂ باقی
شکر دادہ بہ منقارِ ازان شد شیر یزدانی
محمد مصطفیٰ ختم الرسل آمد دریں عالم
مجدّد الف ثانی آمد از بہر نگھبانی
جہانگیرِ زمان بر دست توبہ کرد در آخر
شُد آگاہِ حقیقت دیگر از رازِ جہان بانی
عیانست نورِ ذات رحمت للعٰلمین اینجا
کہ تقلیدِ محمد کرد احمد شیخ لاثانی
کہ ہستند یا چہ شانِ شہت پس جائے ادب ایں است
مگوئی کلمۂ بسیار اے دل گرمی دانی
شجاعؔ ادنیٰ گدائے بر سرِ بازار می گویم
گدائے ایں درِ دولت گند ہر جا سلیمانی

(بشکریہ ابو غلام محمد نقشبندی مجددی، ایڈووکیٹ، مدھیہ پردیش، بھارت)

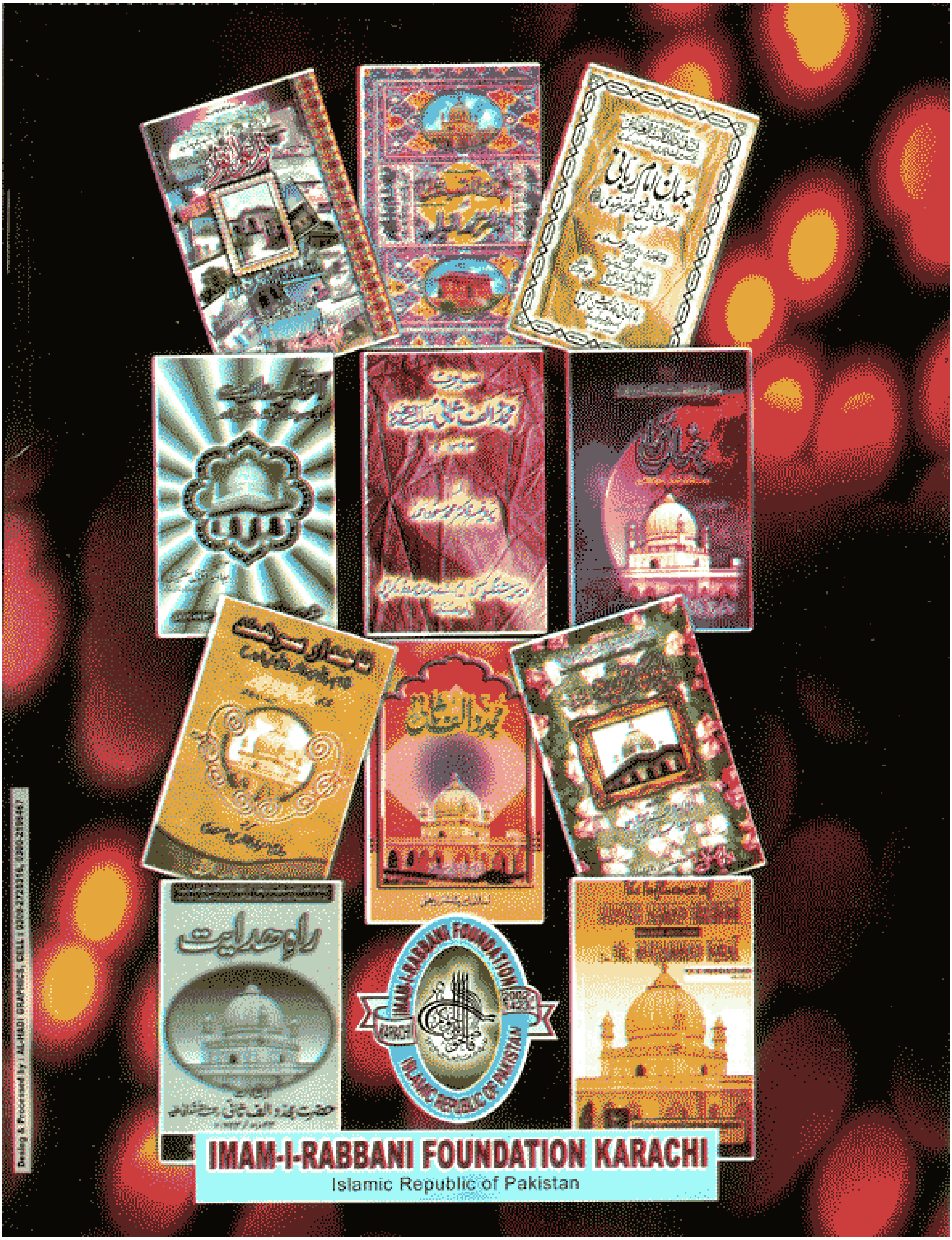

IMAM-I-RABBANI FOUNDATION KARACHI

Islamic Republic of Pakistan

Desing & Processed by : AL-HADI GRAPHICS, CELL : [illegible]